تار کا پتہ ۔ ڈیلی الفضل لاہور   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   ٹیلیفون نمبر ۳۹۷۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ — عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۵۲۵۴   رجسٹرڈ ایل

الفضل

عید الاضحیٰ نمبر

لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ״
سہ ماہی ۷ ״
ماہوار ۲½ ״

فی پرچہ ۲ر

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر

The DAILY ALFAZL LAHORE

جلد ۴۳/۸   ۸ ظہور ۱۳۳۳ ہش - ۸ اگست ۱۹۵۴ء - ۷ ذو الحجہ ۱۳۷۳ ہجری   نمبر ۱۲۳

مولوی ... پرنٹر و پبلشر نے الصادق پریس سے طبع کرا کر ... میکلوڈ روڈ لاہور سے شائع کیا

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران)
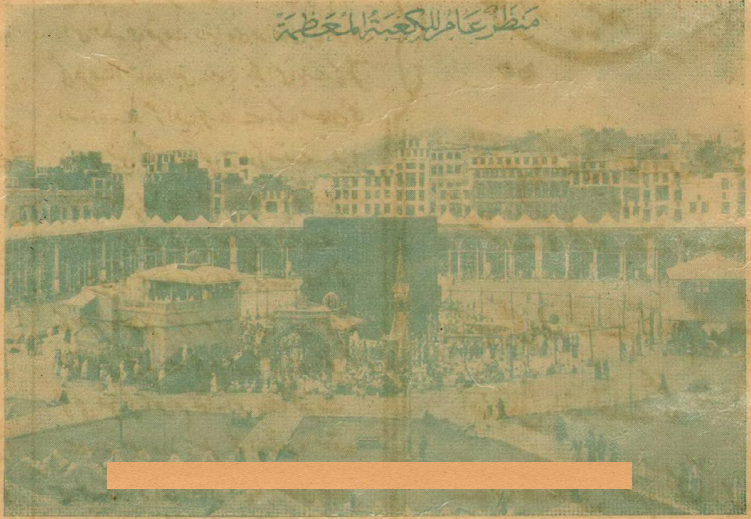
اے زائران کعبہ

از تنویر

اللہ کے سب گھروں سے اونچی ہے شان کعبہ ٭ سجدہ گہ معابد ہے آستان کعبہ
یزدانیوں کا مبدا روحانیوں کا ملجا ٭ نورانیوں کا ماوےٰ دار الامان کعبہ
ہے ابتدا براہیمؑ اور انتہا محمدؐ ٭ رحمت کا ہے صحیفہ اک داستان کعبہ
اصحاب فیل سے آپ اس کی مدافعت کی ٭ یعنی خدا ئے کعبہ ہے پاسبان کعبہ

خنجر تلے پسر کی رکھتے ہیں پہلے گردن
یہ رسم ہے یہاں کی اے زائران کعبہ

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۸ ظہور ۱۳۳۳ش

تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری جانیں

خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو آخری خطبہ منیٰ میں حج کے موقعہ پر فرمایا۔ اس کو خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہیں یعنے رخصت کے حج کا خطبہ حضور اس خطبہ کے بعد مدینہ منورہ پہنچکر تین ماہ کے اندر وصال فرما گئے۔ اور اپنے رفیق اعلےٰ سے جا ملے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی کا یہ خطبہ ایک عظیم چارٹر ہے۔ جس کی مثال تمام دنیا کی سیاسی معاشی یا دینی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ آپ نے خطبہ کا آغاز ان سوالات سے فرمایا۔

یہ مہینہ کونسا ہے؟

یہ دن کونسا ہے؟

یہ مقام کونسا ہے؟

ہر سوال پر حاضرین کے جواب پر کہ خدا اور خدا کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں باری باری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ان سوالوں کا جواب دیا۔ اور فرمایا کیا یہ مہینہ ذوالحجہ نہیں؟ کیا یہ حج کا دن نہیں؟ کیا یہ مقام منیٰ کا مقام نہیں؟

لوگوں نے ہر بار عرض کی کہ "جی ہاں یا رسول اللہ"۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " پھر سن لو کہ

"تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر آپس میں اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ مقام حرام ہے"

عربوں کے نزدیک ذوالحجہ کا مہینہ ان مہینوں میں سے تھا۔ جو حرام کہلاتے تھے۔ یعنی حرمت۔ عزت والا مہینہ۔ اس مہینہ میں قتل و قتال ممنوع تھے۔ خواہ کسی قسم کا قتل ہو۔ اور اسی ماہ کی دسویں تاریخ نہایت حرمت والا دن متصور ہوتا تھا۔ اسی طرح مقام منیٰ ایسا مقام تھا۔ کہ جو نہایت حرمت والا مقام سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کو خدا کا حرم کہتے تھے۔ دشمن سے دشمن کو بھی اس مقام میں قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

گویا اس گھڑی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خطبہ فرما رہے تھے۔ تین حرمتیں جمع تھیں۔ مہینہ کی حرمت۔ یوم حج کی حرمت اور مقام کی حرمت۔ اور تین حرمتوں کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس دن۔ اس مہینہ اور اس مقام میں کسی انسان کا خون نہیں کیا جا سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح یہ سہ گونہ حرمتیں آج اکٹھی ہو گئی ہیں۔ تمہارے خون۔ مال اور عزتیں اسی مجموعی حرمت کی طرح آپس میں حرام ہیں۔

آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا۔ مسلمان کا مسلمان کے مال پر قبضہ کرنا۔ مسلمان کا مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

یہ درست ہے۔ کہ قتل کرنا دوسروں کے مال پر تصرف کرنا یا دوسرے کی عزت پر ہاتھ ڈالنا تمام قانونوں میں سخت جرائم ہیں۔ جن کی سخت دنیوی سزائیں مقرر ہیں۔ جو ہر ملک کی عدالتیں دیتی ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خطبہ میں صرف دنیاوی عدالتوں کی سزاؤں کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ایسا کرنے سے ایک مسلمان اپنی دنیا ہی نہیں بلکہ دین بھی برباد کر لیتا ہے۔ لہذا ایک مسلمان پر اپنے بھائی کا خون مال اور عزت ہر مہینہ ہر دن اور ہر مقام پر حرام ہے۔

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ ذوالحجہ کے مہینہ خاصکر اسکی دسویں تاریخ اور منیٰ کے مقام میں مجرم سے مجرم اور دشمن سے دشمن شخص کو بھی قتل کرنا حرام تھا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مقصد یہ بھی ہے۔ کہ کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے خود بخود انتقامی طور پر بھی وہ سلوک نہیں کر سکتا۔ جس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ یہی اس ارشاد کی جان ہے۔ ورنہ مجرموں کو سزا دینا ہر اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ خواہ مجرم مسلمان ہو۔ یا نہ ہو۔ جس بات کے حرام ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زور دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی کسی مسلمان کے نزدیک مجرم ہو۔ اس کے خون۔ مال اور عزت کے خلاف خود بخود اقدام کرنا ہر لمحہ اور ہر مقام پر حرام ہے۔ اور سخت حرام ہے۔

یہ دراصل آئین پسندی کا عظیم ترین اصول ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ایسے پر زور اور دل موہ لینے والے انداز میں سکھایا ہے۔

چنانچہ اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

" اے لوگو عدل و انصاف سے اِدھر اُدھر نہ ہونا۔ جو مجرم ہو۔ اسی کو پکڑنا۔ مجرم کے بدلے۔ اس کے باپ کو یا قصور وار کے عوض اس کے بیٹے کو ماخوذ نہ کرنا بلکہ جو کرے وہی اس کا خمیازہ بھگتے۔"

آئین پسندی کا یہ دوسرا عظیم اصول ہے۔ اگر مسلمان ان دو اصولوں ہی پر عامل ہو جائیں۔ تو کیا کچھ اعجاز نہیں ہو سکتا۔ اور ہم ان اصولوں سے تمام دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ فتدبروا یا اولی الالباب

ان دمائکم و اموالکم و اعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت

ناصر آباد ۷ر اگست (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

لاہور میں نماز عید

لاہور ۷ر اگست۔ احباب جماعت احمدیہ لاہور کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نماز عید مورخہ ۱۰ر اگست بروز منگل ٹھیک صبح سات بجے منٹو پارک میں ادا کی جائے گی۔ بارش کی صورت میں نماز تعلیم الاسلام کالج کے ہال میں ہوگی۔

خطبہ عید الاضحی

عید الاضحی دراصل اولاد کی قربانی کی عید ہے تم بھی ان برکات کو حاصل کرنے کی کوشش کرو جو ابراہیمی قربانی کے نتیجہ میں مل سکتے ہیں

اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض تم پر اور تمہاری اولاد پر ہمیشہ نازل ہوتے رہیں۔ تو اپنی اولاد کی روحانی اصلاح کی فکر کرو اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ ان میں پیدا کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۱ر جون ۱۹۲۷ء

(الفضل ۲۱ جون ۱۹۲۷ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج کا دن

اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ یہ دن یادگار ہے ایک نئے دور کی جو دنیا پر آیا۔ یہ دن یادگار ہے ایک نئے دور کی جس نے پہلے دور کو ختم کر دیا۔ یہ دن یادگار ہے ایک نئے آدم کی جس نے نئی قسم کی نسل جاری کی۔ یہ دن یادگار ہے اس آدم کی جس کے ذریعہ اعلیٰ اصلاح کا کام شروع ہوا۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دور اعلیٰ اصلاح کا دور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بڑی خصوصیتیں حاصل ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کا نام رکھا۔ جس کے سپرد آخری اصلاح دنیا کی رکھی گئی ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بشارت کے لئے چنا۔ اور ان کے ذریعہ بتایا کہ آئندہ اسلام کا دور ہوگا۔ اس طرح ایک تو خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذاتی قربانی کے لئے چنا۔ اور دوسری یہ خصوصیت ان کے لئے مقدر فرمائی۔ کہ ان کو اعلیٰ قربانی کے لئے چنا۔ ان کو رویا میں دکھایا گیا۔ کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرتے ہیں۔ اور اکلوتے بیٹے کو ذبح کر کے خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رویاء کو عملاً پورا کرنا چاہا۔ کیونکہ اس زمانہ میں انسانوں کی قربانی عام تھی۔ اور جب تک نبی کوئی خاص حکم نہیں پاتا۔ اس وقت تک عام مروجہ باتوں کو ہی قبول کرتا ہے۔ چونکہ مذہب کے نام پر اس وقت تمام کے تمام مذاہب انسانی قربانی کے عادی تھے۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ نے سمجھا اللہ تعالیٰ اسی قربانی کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور مجھ سے بھی یہی چاہتا ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ نظرانداز کر دیا۔ کہ ۵۰ سال کی عمر میں ان کو بیٹا ملا تھا۔ انہوں نے چاہا۔ کہ اس بیٹے کو بھی خدا کی رضا کے لئے قربان کر دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ انہیں اور سبق دینا چاہتا تھا۔ اور وہ

عظیم الشان سبق

تھا۔ جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اب بھی مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔ لوگ رکھتے ہیں۔ اور بکرے کی قربانی کر دیتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے۔ کہ بکرے کی قربانی کس بات کی علامت ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے کیا چاہا تھا۔

میں نے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو قربانیوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے میں پہلے اس قربانی کو لیتا ہوں جس میں خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اپنی قدرت دکھائے۔ اور ایک عظیم الشان نشان قائم کرے۔ اس وقت بالکل ممکن تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلے جاتے۔ اور اس طرح اپنی جان بچا لیتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ اس وقت ہوا جب عراق میں ان کی قوم نے فیصلہ کیا۔ کہ ان کو جلا دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بچپن سے ہی ایسی فطرت رکھتے تھے۔ جو توحید کی تائید میں اور شرک کے خلاف تھی۔ چنانچہ جب ان کے رشتہ داروں نے ان سے شرک کے متعلق مباحثہ کیا۔ تو انہوں نے سختی سے اس کا رد کیا۔ ان کا ایک

خاندانی بت خانہ

تھا۔ اس سے عملی طور پر نفرت اور شرک سے بیزاری کے اظہار کے لئے انہوں نے یہ کیا۔ کہ بتوں کو توڑ دیا۔ یہ بت جس بت خانہ کے توڑے گئے۔ وہ کسی دوسرے کا نہ تھا۔ اگر دوسروں کا ہوتا۔ تو اس کا توڑنا جائز نہ ہوتا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کا تھا۔ اور انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ اور چونکہ بت پرستی ہی ہوتا ہے۔ اس لئے انسان کی ملک تھا۔ انہوں نے اس بت خانہ کو کہ جو ان کے لئے آمدنی کا ذریعہ اور عزت کا باعث تھا۔ توڑ دیا۔ جب انہوں نے بتوں کو توڑا۔ تو سارے ملک میں جوش پیدا ہو گیا۔ اور بادشاہ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا۔ ملک کے دستور اور بادشاہ کے قوانین کے مطابق اس فعل کی سزا جلا دینا تھا۔ اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے موقع تھا۔ کہ بتوں کو توڑنے کے بعد اس ملک سے باہر چلے جاتے۔ مگر وہ نہ گئے۔ حالانکہ جانتے تھے۔ کہ ملک کے قانون کے مطابق اس کی سزا جلا دینا ہے۔ یہ ایک پرانی رسم تھی۔ کہ جو بتوں کی ہتک کرتا۔ اسے جلا دیا جاتا۔ کیونکہ بتوں کی ہتک کرنے کو ارتداد سمجھا جاتا۔ اور ارتداد کی سزا پرانے زمانہ میں یا تو جلانا تھی یا سنگسار کرنا۔ چنانچہ یورپ میں جب پراٹسٹنٹ عقیدہ کے عیسائی پیدا ہوئے۔ تو انہیں مرتد قرار دے کر آگ میں جلایا جاتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں ایشیا میں سنگسار کرنے کا رواج تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا۔ کہ بتوں کو توڑنے کی وجہ سے کیا سزا ہو گی۔ اور وہ وہاں سے بھاگ سکتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ چاہتا تھا۔ کہ نشان دکھائے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا ٹھہرو۔ وہ ٹھہرے رہے۔ اور اس طرح اپنے نفس کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آخر ان لوگوں نے آگ جلائی اور اس کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈال دیا۔ لیکن عین اس موقع پر بادل آیا۔ جس نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام صحیح سلامت نکل آئے۔ چونکہ بت پرست بہت وہمی ہوتے ہیں۔ اس لئے جب ادھر انہوں نے آگ جلائی۔ ادھر بادل آ گیا۔ اور آگ بجھ گئی۔ تو انہوں نے سمجھا۔ خدا کی مشیت یہی ہو گی۔ اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذاتی قربانی تھی۔ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ذاتی کمال بخشے۔ اور وہ مقام عطا کیا۔ جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام قیامت تک مٹ نہیں سکتا۔ اس کے بعد دوسری قربانی

اولاد کی قربانی

تھی۔ اس میں بھی حکمت تھی۔ اور وہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل تمدن قائم نہ ہوا تھا۔ اور اعلیٰ زندگی کمال کو نہ پہنچی تھی۔ انسان کا کمال ذاتی اور شخصی زندگی تک تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اعلیٰ زندگی کا دور قائم کیا گیا۔ اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رویا دکھائی گئی۔ جو یہ تھی۔ کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ ابراہیمؑ اس کا وفادار بندہ ہے۔ جو کچھ اس نے دیکھا ہے اسے پورا کر دے گا۔ مگر اس طرح وہ حضرت ابراہیمؑ کو ایک سبق دینا چاہتا تھا۔ جب انہوں نے لوگوں کے دستور کے مطابق اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ میں تمہیں قربان کرنا چاہتا ہوں۔ اور بیٹا بھی اس کے لئے تیار ہو گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے کہا یہ نہیں دنبہ لو۔ اور اسے ذبح کرو۔ وہ

بیٹے کی قربانی کا قائم مقام

ہو گا۔ اب یہ سیدھی بات ہے۔ کہ بیٹا اور دنبہ برابر نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی کو توفیق ہو۔ تو وہ ہزار دنبہ بھی قربان کر دے گا۔ مگر بیٹا قربان نہ کرے گا۔ پس دنبہ بیٹے کا قائم مقام نہیں۔ نہ ایک نہ دس نہ ہزار نہ لاکھ نہ دس لاکھ۔ ممکن ہے۔ کسی کو توفیق نہ ہو۔ اور وہ ایک دنبہ بھی اپنے بیٹے کی بجائے نہ دے سکے۔ لیکن اگر توفیق ہو۔ تو مال کا آخری حبہ تک بھی دے دیگا۔ مگر بیٹے کو ذبح نہ ہونے دیگا۔ اگر ایک شخص دس لاکھ دنبہ ذبح کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ تو وہ اسے اپنے لئے بہت آسان سمجھے گا۔ بہ نسبت اس کے کہ بیٹے کو ذبح ہونے دے۔ پھر ایک دنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کس طرح ان کے بیٹے کا قائم مقام بن گیا۔ وہ

مالدار انسان

تھے۔ ان کی ہزارہا بھیڑ بکریاں اور گائیں تھیں۔ اور ان کے مال کا یہ حال تھا۔ کہ ان کے ہاں اجنبی آتے ہیں۔ ان کے آگے بغیر پوچھے بچھڑا ذبح کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اور وہ کھاتے ہی نہیں۔ ایسے انسان کے لئے ایک دنبہ کیا ہستی رکھتا ہے۔ وہ تو کتنے کتنے کے لئے بھی دنبہ ذبح کر سکتے تھے۔ پھر ان کے لئے اسماعیل کی خاطر دنبہ ذبح کرنے میں کونسی مشکل تھی۔ اور اگر کوئی مشکل نہ تھی۔ تو اسماعیل کے بدلے ایک دنبہ کس طرح قبول ہوا۔ بات یہ ہے۔ کہ دنبہ اسماعیل کے بدلے ذبح نہیں ہوا۔ بلکہ اس میں اور حکمت تھی۔ اور وہ حکمت یہی تھی۔ جس سے اصلی اور حقیقی زندگی کا دور شروع ہوا۔

عام طور پر انسان اولاد کو خوب کھلاتا پلاتا اور اس کی خاطر کرتا ہے۔ جتنی زیادہ ناجائز محبت کرنے والے ماں باپ ہوتے ہیں۔ اتنی ہی زیادہ انہیں یہ فکر ہوتی ہے۔ کہ ان کے بچے خوب کھائیں پئیں۔

مگر یہ حیوانوں والی زندگی ہوتی ہے۔ اس طرح گویا وہ اولاد نہیں پالتے بلکہ دنبہ پالتے ہیں۔ کیونکہ دنبہ کے لئے صرف کھانے پینے اور رہائش ہی کی فکر کرنی پڑتی ہے۔ اور بہت لوگ اپنی اولاد کی بھی اتنی ہی فکر کرتے ہیں۔ کہ اسے اچھا کھلائیں اچھا پلائیں۔ اچھی رہائش ہو۔ اچھا کپڑا پہنائیں۔ یہ دنبہ کی نسبت زاید بات ہوگی۔ کیونکہ دنبہ کپڑے نہیں پہن سکتا۔ لیکن دیکھا ہے۔ بعض لوگ دنبوں کو بھی جھولیں پہناتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رویا میں یہ دکھایا۔ کہ اسماعیل کو ذبح کرو۔ اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ اسماعیلؑ میں جو دنبے کی خصلت ہے۔ اسے ذبح کرو۔ یہ نہیں کہ اسکی انسانیت کی خصلت ذبح کردو۔ خدا تعالےٰ نے بتایا۔ اے ابراہیم نوے سال کی عمر میں تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس لئے تمہاری خواہش ہوگی۔ کہ اسے اچھا کھلاؤ۔ پلاؤ۔ ہر طرح اسے آرام پہنچاؤ۔ لیکن اس طرح تو یہی ہوگا۔ جیسے دنبہ پالا۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا دنیا کو اور اس سے کیا نفع ہوگا تمہارے خاندان کو۔ یہ ایک دنبہ ہوگا اور بس۔ اس لئے آج ہم تمہیں حکم دیتے ہیں۔ کہ دنبہ کو ذبح کردو۔ گویا انسانیت باقی رہے۔ اور دنبہ پن ذبح ہو جائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اس حکم کو عملی جامہ اس طرح پہنایا۔ کہ دنیا سے الگ تھلگ ایک

وادی غیر ذی زرع

میں جہاں دنبہ نہ بن سکے۔ حضرت اسماعیلؑ کو چھوڑ آئے۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ اہل و عیال کی اصلاح کی بنیاد رکھی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ بیٹوں کو دنبوں کی طرح نہ پالو۔ بلکہ ان کی روحانی تربیت کا خیال رکھو۔ چنانچہ جب خدا تعالےٰ نے یہ فرمایا۔ کہ اسماعیلؑ کی قربانی کرو۔ اور اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تیار ہو گئے۔ تو منع کر دیا۔ اس لئے اسماعیلؑ کی قربانی نہ ہوئی۔ بلکہ دنبہ کی قربانی کی۔ اور جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کہ اسماعیلؑ کی نسل میں نبوت رہے گی۔ تو یہ نتیجہ تھا دنبہ کی قربانی کا۔ مطلب یہ کہ اگر اولاد کی اصلاح اور تربیت کا خیال رکھا جائے گا۔ اور اسے دنبہ کی طرح نہ پالو گے۔ بلکہ دنبہ پن کو قربان کر دو گے۔ تو اس کے نتیجہ میں اس اولاد میں نبوت رہے گی۔ اس دنبہ سے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت رہنے کا وعدہ تھا۔ ورنہ یہ ظالمانہ وعدہ بن جاتا۔ اور اس طرح لحاظ بن جاتا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد خواہ کیسی ہی ہو۔ اس میں نبوت رہے گی۔ اور دوسروں کو اس سے محروم رکھا جائے گا۔ اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ اگر اولاد کی تربیت کے وقت تم محبت کے احساسات کو قربان کر دو گے۔ اس کے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرو گے۔ اس کے آرام و آسائش کو اس لئے قربان کر دو گے۔ کہ خدا تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ تو اس کے بدلے میں ہمیشہ اس میں نبوت رکھی جائیگی۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ جس قوم کی نسل پاک ہو۔ اس پر خدا کے فضل نازل ہوتے ہیں۔

پس اگر تم بھی چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فیوض تم پر اور تمہاری اولاد پر ہمیشہ نازل ہوتے رہیں۔ تو اپنی اولاد کو دنبہ کی طرح نہ پالو۔ بلکہ اس کی روحانی اصلاح کی فکر کرو۔ خدا تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ اس میں پیدا کرو۔ اگر تم

اولاد کی اصلاح

کی طرف اس طرح توجہ کرو گے۔ اور حیوانوں کی طرح اس کی پرورش نہ کرو گے۔ بلکہ انسانوں کی طرح کرو گے تو انسانیت اس میں مذہب کے طور پر قائم ہو جائیگی۔ اور جب یہ قائم ہو جائیگی۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل بھی نازل ہوں گے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچہ کی قربانی کی۔ اور اسے وادی غیر ذی زرع میں رکھا۔ اور اپنی طرف سے اس کی تربیت کی پوری پوری تدبیر کی۔ تو خدا تعالےٰ نے اس کے بدلہ آخری نبوت جس کے بعد اور کوئی شرعی نبوت نہ تھی۔ اس کی نسل میں رکھی۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں سے پیدا ہوئے۔ جن کے بعد آپ کے خاندان سے باہر نبوت نہیں جا سکتی۔ پس جب خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا۔ کہ تمہاری اولاد میں نبوت رہے گی۔ تو اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ تیری نسل میں سے وہ نبی آئے گا۔ جو ساری دنیا کی طرف بھیجا جائیگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں جو نبوت تھی۔ وہ چند خاندانوں میں تھی۔ اور باقی سب اس سے محروم تھے۔ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ سب کو خدا تعالےٰ نے نبوت کے انعام سے اس لئے محروم رکھا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت رہے۔ بلکہ اس کا یہی مطلب تھا۔ کہ آخری شرعی نبی جو ساری دنیا کی طرف آئے گا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوگا۔ اور اس طرح سب کو نبوت کا فیض پہنچ جائے گا۔ پس یہ جیسے

قربانی کی عید

کہا جاتا ہے۔ یہ در اصل اولاد کی قربانی کی عید ہے۔ جب بکرے اور دنبے کی قربانی کی جاتی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ ہماری اولاد جوان ہو کر دنبے نہ بنے گی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت اور الفت میں اپنے دنبہ پن کو ذبح کر چکی ہوگی۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اولاد کو کھانا اچھا نہ دیں۔ کپڑا اچھا نہ دیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ان کی زندگی کھانے پینے کے لئے نہیں بنائیں گے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واما بنعمة ربك فحدث کہ خدا کی طرف سے جو نعمت ملے۔ اس کا اظہار کرو۔ پس اظہار نعمت منع نہیں۔ یہ منع ہے۔ کہ اپنی زندگی اور اولاد کی زندگی ایسی نہ ہو۔ کہ اس میں انسانیت نہ رہے۔ اور حیوانیت ہی حیوانیت رہ جائے۔ مدنظر یہ بات ہونی چاہیئے کہ جہاں اخلاق اور دینی تربیت کا سوال ہوگا۔ وہاں اولاد کے آرام و آسائش کا خیال نہیں کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی شان اور عظمت ان کے دلوں میں بٹھانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔ جو لوگ ایسا کریں۔ ان کی اولاد نہیں بگڑتی بد صحبت سے ہی بگڑے تو بگڑے۔ ورنہ نہیں بگڑ سکتی۔ اور اگر سارے مسلمان اپنی اولاد کی اصلاح کریں۔ تو پھر بری صحبت ہی نہ رہیگی۔

میں نہایت اختصار کے ساتھ اس بات کی طرف اپنی جماعت کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس اہلی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ جو حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہوئی۔ اس کے بعد

محمدیؐ دور

شروع ہوتا ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیمؑ کا دور شروع ہوا۔ اور پھر محمدیت کا دور آیا۔ مگر ابھی تک لوگ آدمیت کا دور ہی طے کر رہے ہیں۔ حضرت آدمؑ کے وقت آدمیت کا دور شروع ہوا تھا۔ یعنی انسان کی ذاتی اصلاح کا دور

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دور آیا۔ جو اہلی اصلاح کا دور تھا۔ یعنی اپنے اہل کی اصلاح کا فکر کرنا۔ پھر محمدی دور آیا۔ جو ساری دنیا کی اصلاح کا دور ہے۔ مگر افسوس ہے۔ ابھی تک اہلی دور بھی طے نہیں ہوا۔ بہت لوگ ہیں۔ جو اپنے بچوں کی دینی اصلاح کو مدنظر نہیں رکھتے۔ ایسے بچوں کی پھر ضرورت ہی کیا ہے۔ ان کی بجائے دنبے پال چھوڑو۔

پس میں اپنی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اپنی اولاد میں اخلاق حسنہ اور قومی روح پیدا کریں۔ اور انہیں دین کے خادم بنائیں۔ اس وقت سے زیادہ کبھی اسلام کو خادموں کی ضرورت نہیں پڑی۔ آج بہت نازک حالت ہے۔ تمام دنیا اسلام کے خلاف کھڑی ہے۔ اگر ہماری اولاد کے دلوں میں اسلام کی محبت اور الفت نہ ہوگی۔ وہ اسلام کی شیدائی نہ ہوگی۔ تو ہماری ساری کوششیں ضائع ہو جائیں گی۔ اور دشمن اپنے انتظام کی قوت اور زور سے مسلمانوں کو اس طرح اڑا دے گا۔ جس طرح آندھی خس و خاشاک کو اڑا لے جاتی ہے۔ ایسی حالت میں

اسلام کی حفاظت

کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اپنی اولاد میں اسلام کی محبت پیدا کریں۔ پہلے زمانہ میں انسانوں کی جو قربانی کی جاتی تھی۔ وہ غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔ اس وقت اس سے مراد یہ تھی۔ کہ انسانی جذبات کی قربانی کی جائے۔ ان کو مار دیا جائے۔ اس طرح انسانوں کی تربیت کی جاتی تھی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت خدا تعالےٰ نے اس طریق کو بدل دیا۔ اور پھر یہ رکھا۔ کہ بہیمیت بھی کچھ قائم رکھی جائے۔ اور باوجود اس کے اخلاق کی نگرانی کی جائے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی ترقی کا دور تھا۔ مگر افسوس ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ اولاد کی تربیت کی طرف ابھی تک پوری طرح متوجہ نہیں ہوئے۔ حالانکہ دشمن کا مقابلہ کرنے اور اس کو شکست دینے کا یہی ایک مستقل ذریعہ ہے۔ اگر اسکی طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو عارضی کوششوں سے ہم دشمن کو زیر نہ کر سکیں گے۔ اس وقت میں یہاں کے دوستوں کو اور باہر کے دوستوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اولاد میں ایسی روح پیدا کریں۔ کہ اسلام کی محبت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اس کے ذرے ذرے سے ظاہر ہو۔ وہ اسلام کے لئے اس قدر مضبوط ہو۔ کہ دشمن کے وار اس پر اس طرح پڑیں۔ جس طرح پہاڑ سے لہر ٹکراتی ہے۔ میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو توفیق دے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت اولاد کی قربانی کرکے ان فیوض کو حاصل کریں۔ جو ابراہیمیؑ قربانی کے نتیجہ میں مل سکتے ہیں۔ اور آئندہ کے تمام فیوض مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو جائیں۔ ہماری نسلیں عام اخلاق بھی ایسے اعلیٰ دکھائیں۔ کہ لوگ محسوس کریں۔ سوائے اسلام کے کہیں نجات نہیں ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اخلاص کے طفیل اللہ تعالےٰ نے وادیٔ غیر ذی زرع کو مرجع خلائق بنا دیا

"حضرت ابراہیم علیہ السلام تھوڑا سا پانی اور تھوڑی سی کھجوریں ہمراہ لیکر حضرت ہاجرہؓ اور ان کے بچے کو لے جا کر وہاں چھوڑ آئے۔ جہاں اب مکہ آباد ہے۔ چند روز کے بعد نہ دانہ رہا اور نہ پانی حضرت اسماعیلؑ شدت پیاس سے بے چین ہونے لگے۔ تو اس وقت حضرت ہاجرہؓ نے نہ چاہا۔ کہ اپنے بچے کی ایسی بے بسی کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھیں اس لئے ہاجرہؓ چند مرتبہ اس پہاڑ پر ادھر اُدھر دوڑیں۔ کہ شاید کوئی قافلہ ہو۔ پہاڑ پر چڑھ کر گریہ وزاری کرنے لگیں۔ یہ ایسا وقت تھا۔ کہ ان کے پاس صرف ایک ہی بچہ تھا۔ خاوند سے الگ تھیں۔ دوسرا بچہ پیدا ہونے کی امید نہیں تھی۔ گویا بیوہ کی مانند آپ کا حال تھا۔ آپؓ کی گریہ وزاری پر فرشتہ نے آواز دی۔ "ہاجرہؓ ہاجرہؓ"۔ جب آپ نے ادھر اُدھر دیکھا۔ تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ بچہ کے پاس جب آئیں۔ تو دیکھا کہ اس کے پاس پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ نے مُردہ سے ان کو زندہ کر دیا۔ .... غور کرو۔ کہ وہ جنگل جہاں اس قدر گرمی پڑتی تھی۔ اور جہاں انسان کا نام ونشان نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا بابرکت بنا دیا۔ کہ کروڑہا مخلوق وہاں جاتی ہے۔ اور ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں۔ وہ میدان جہاں حج کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وہی جگہ ہے۔ جہاں نہ دانہ تھا نہ پانی۔"

(ملفوظات)

★ ★★★ ★

عید الاضحیٰ کے مسائل

قربانی قربانی کا ارادہ رکھنے والا اگر حاجیوں کی طرح چاند دیکھنے سے قربانی تک حجامت یعنی سر وغیرہ نہ منڈائے تو یہ مستحب اور موجب ثواب ہے۔ اور قربانی ہر وسعت والے شخص پر واجب ہے۔ اور نماز عید کے ادا کرنے سے پہلے قربانی کا ذبح کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی کرے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ بلکہ نماز کے بعد ذبح کرنی چاہیئے۔ سو قربانی اگر بکری۔ دنبہ۔ مینڈھا بھیڑ ہو۔ تو ایک شخص کی طرف سے۔ اور اگر گائے اونٹ ہو۔ تو سات شخصوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ اور قربانی کی جانوروں کی عمر کا یہ قاعدہ پختہ ہے۔ کہ سب میں وہی جائز ہو سکتا ہے۔ جس نے دو دانت نکالے ہوں (جس کو پنجاب میں دوندا کہتے ہیں) یا اس سے زائد عمر کا ہو ہاں ضان (یعنی دنبہ اور مینڈھا کا نر مادہ) چھ ماہ پورے کا بھی جائز ہے۔ جب وہ قدامت میں دوندے کے برابر ہو گیا ہو۔ اور قربانی میں ایسے جانور جائز نہیں۔ (۱) اندھا (۲) کانا (۳) لنگڑا جو قربانگاہ تک خود چل کر نہ جا سکتا ہو (۴) دبلا۔ (۵) نصف سے زائد کان اور دم کٹا۔ اور جس کے پیدائشی طور پر کان نہ ہوں یا سینگ نہ ہوں۔ یا ٹوٹ گئے ہوں جائز ہے اور ۱۲ تاریخ تک قربانی جائز ہے۔

عید کے متعلق مسنون امور عید کے دن حسب ذیل امور مسنون ہیں۔ (۱) آرائش (۲) غسل (۳) عمدہ لباس (۴) خوشبو (۵) سویرے اٹھنا (۶) عیدگاہ میں جلد جانا (۷) نماز عید شہر سے باہر پڑھنا (۸) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا (۹) جاتے اور آتے تکبیر کہتے رہنا اور تکبیر یہ ہے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ الحمد (یہ تکبیر عید کے چاند کی ۹ تاریخ کی فجر سے ۱۳ تاریخ کی عصر تک نمازوں کے باجماعت ادا کرنے والوں پر فرضوں کے سلام کے بعد کہنی واجب اور ضروری بھی ہے) لہٰذا سب عورتوں کا بھی عیدگاہ میں جانا مسنون ہے جو نماز میں شریک ہوں مگر حائضہ علیحدہ رہیں نیز یہ بھی مستحب ہے کہ عید الاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اور نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے افطار کرے۔

نماز عید نماز عید کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ اور صلوٰۃ عید کا طریق یہ ہے کہ دو رکعتیں اس طرح باجماعت پڑھی جاتی ہیں کہ پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں۔ اس طرح پر کہ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ جیسے کہ نماز کے شروع کرتے ہوئے اٹھائے جاتے ہیں۔ مگر فرق فقط اس قدر ہے۔ کہ اوّل میں تو تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ مگر ان تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے کے بعد کھلے رکھے جاتے ہیں۔ اور آخری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر قرأت یعنی الحمد شریف شروع کی جاتی ہے۔ اور دوسری رکعت کے شروع میں قرأت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں اسی طرح کہی جائیں اور یہ بھی مسنون ہے۔ کہ ان دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیۃ پڑھی جائیں۔ یا سورۃ ق اور اقتربت الساعۃ اور نماز کے بعد امام جمعہ کے دو خطبوں کی طرح خطبہ پڑھے۔

قربانیوں کی عید

منا ؤ یہ دن عید کا عاشقو
روایاتِ صدقِ خلیل و ذبیح
نگاہِ محبّت کا صدق و خلوص
جنہیں ہاجرہؓ نے بسایا کبھی
سُن اے میرے پروردگارِ وفا

یہ دن عشق کی یادگاروں میں ہے
یہ دولت تمہیں خاکساروں میں ہے
ابھی زندہ خیب زندہ داروں میں ہے
چمن میرا ان ریگ زاروں میں ہے
کمی کیا ترے جانثاروں میں ہے

کہاں ہے تڑپ اس محبّت کی جو
محمدؐ، محمدؐ کے پیاروں میں ہے

یہ دُنیا یہ قربان گاہِ حیات
یہ فطرت کے رنگیں نظارے ہیں کیا
بہاریں یہاں کی عجب چیز ہیں
مگر قلبِ عاشق کی وارفتگی

ترے حسن کے شاہکاروں میں ہے
یہ کیا سادگی ان نظاروں میں ہے
بڑی دلکشی ان بہاروں میں ہے
اٹکتی کہاں حسن زاروں میں ہے

ہر اک شے یہاں کی تری خوشہ چیں
جہاں تیرے آئینہ داروں میں ہے

چمکِ روحِ انساں کو جو دی گئی
تری نذر ہے یہ مری جان بھی
ملے اس کو تو جسکو توفیق دے
ذرا عصرِ حاضر پہ بھی ایک نظر

نہ وہ چاند سورج نہ تاروں میں ہے
مری جاں بھی خدمت گزاروں میں ہے
رضا تیری تیرے اشاروں میں ہے
رذابت گری راہگزاروں میں ہے

کہاں ہے براہیمؑ اِس دور کا۔
سنا ہے ترے رازداروں میں ہے

مکرم ناظر صاحب تعلیم و تربیت بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ کراچی کی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلے کے مطابق تمام جماعہائے احمدیہ ۱۰ اگست بروز منگل عید کی نماز ادا کریں۔

★ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی مکی زندگی ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کا کامل ترین نمونہ ہے انھوں نے دین کی راہ میں کمال درجہ صبر اور کمال درجہ استقامت سے مصائب برداشت کر کے حقیقی قربانی کی مثال ہمیشہ ہمیش کے لئے بطور نمونہ اور بطور اسوۂ حسنہ قائم کردی اور ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کو نقطۂ عروج پر پہونچا کر دنیا کو اس کی انتہا اور اس کا کمال دکھا دیا اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ طاقتِ مقابلہ کے باوجود اپنے آپ کو عاجز بنانا ہر انسان کا کام نہیں ہے۔

ابراہیمی سُنّت اور اسمٰعیلی ایثار کا کامل نمونہ

مسعود احمد

ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنے اور ان کے جلیل القدر فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کی رضا کی خاطر اپنے آپ کو قربان کرنے میں جو نمونہ دکھایا۔ وہ خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں اس قدر مقبول ٹھہرا کہ چار ہزار سال کا عرصہ گذر نے کے بعد بھی دنیا آج کے دم تک سال بہ سال اس کی یاد مناتی چلی آرہی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ ابد الآباد تک کے واسطے اطاعت خداوندی اور قربانی و ایثار کی ایک مثال قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے ان دو برگزیدہ بندوں سے انتہائی غیر معمولی قربانی کا مطالبہ فرمایا۔ اور پھر خدا کے ان دو برگزیدہ انسانوں نے بھی تسلیم و رضا کا ایسا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ کہ جو رہتی دنیا تک اسی طرح زندہ تابندہ رہے گا۔ جس طرح کہ چار ہزار سال گذرنے کے باوجود وہ آج بھی زندہ و تابندہ ہے۔

یہاں یہ خیال کرنا درست نہیں۔ کہ چونکہ مسلمان سال بہ سال ذبح عظیم کی یاد مناتے چلے آرہے ہیں اسلئے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیشکردہ قربانی آج کے دم تک زندہ ہے اور چونکہ آئندہ بھی وہ سال بہ سال عید الاضحےٰ کی تقریب مناتے چلے جائیں گے۔ اس لئے قربانی کی یہ مثال آئندہ بھی اسی طرح زندہ رہے گی۔ اگر اس قربانی کی یاد آج کے دم تک زندہ ہے۔ تو محض اس لئے نہیں کہ لوگ اس کی سال بسال یاد مناتے چلے آرہے ہیں۔ بلکہ اس لئے ہے کہ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی نبی اور دیگر برگزیدہ انسان مبعوث ہوئے انہوں نے دنیا کو راہ راست پر لانے میں اپنے عمل سے ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کو دوبارہ زندہ کیا اور اس راہ میں وہ وہ سختیاں اور مصائب جھیلے کہ آج ان کا حال سنکر بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس خدائی مشیت کے تحت ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتوں کے تواتر کے ساتھ سختیاں اور مصائب برداشت کرنے اور بالآخر فائز المرام ہونے سے ہی دنیا میں ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کا احیاء ہوا ہے۔ نہ کہ محض دن منانے سے جس کا مقصد یاد دہانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں گذرا جسے ابتلاء و مصائب کے صبر آزما دور میں سے نہ گذرنا پڑا ہو جب ہم انبیاء سابق اور ان کی جماعتوں کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کہیں آتش نمرود ہے تو کہیں قید و بند کی صعوبتیں کہیں سروں پر آرے چل رہے ہیں تو کہیں آہنی کنگھیوں سے گوشت نوچا جا رہا ہے۔ کہیں جام شہادت نوش ہو رہا ہے۔ تو کہیں حق بات کہنے کے جرم میں بندگان خدا سولی پر لٹک رہے ہیں۔ الغرض کوئی دور اور کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ جس میں ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کا احیاء نہ ہوا ہو۔ ہر دور میں اس کے نظارے ملتے ہیں۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ بالآخر نگاہ بندگان خدا کی ایک مقدس جماعت پر آکر رک جاتی ہے۔ جو قربانی و ایثار اور تسلیم و رضا کے میدان میں سب پر بازی لے گئی ہے۔ اس کا ایثار بے مثال ہے۔ اور اس کا صبر و استقلال اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔ کہ ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کا کامل ترین نمونہ اگر کسی نے پیش کیا ہے۔ تو وہ یہی مقدسین کا گروہ ہے چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جلیل القدر صحابہ نے جان و مال اور ہر عزیز شے سے عزیز شے قربان کرنے میں دنیا کے سامنے جو نمونہ پیش کیا۔ اور جس صبر و استقلال کے ساتھ دین کی راہ میں اپنی زندگیاں وقف کئے رکھیں بنی نوع انسان کی تاریخ میں اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام مکی زندگی ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کا کامل ترین نمونہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے دین کی راہ میں کمال صبر اور کمال استقلال سے مصائب برداشت کرکے حقیقی قربانی کی مثال ہمیشہ ہمیش کے لئے بطور نمونہ اور بطور اسوہ حسنہ قائم کردی۔ اور ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کو نقطۂ عروج پر پہنچا کر دنیا کو اس کی انتہا اور اس کا کمال دکھا دیا۔ اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ طاقتِ مقابلہ کے باوجود رضائے الٰہی کی خاطر اپنے آپ کو عاجز بنانا ہر ایک کے بس کا کام نہیں۔ چنانچہ اس دور کے مخصوص حالات کے پیش نظر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے جو مثال قائم کی وہ یہی ہے کہ انسان قدرت انتقام اور مقابلے کی طاقت رکھنے کے باوجود محض خدا کے حکم کی خاطر اپنے آپ کو بھیڑ اور بکریوں کی طرح عاجز بنا لے۔ اور اس وقت تک اس بے مثال عجز کے ماتحت خندہ پیشانی سے تکلیف اٹھاتا چلا جائے۔ تا آنکہ خدا کی رحمت جوش میں آکر خونخوار دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو خود مظلومین کا گرویدہ بنادے اور وہ پشیمان ہو کر قدموں پہ آگریں۔

تزکیہ نفس کے اس اعلےٰ المقام پر پہونچنے کے بعد ہی انسان میں وہ حقیقی شجاعت اور دلیری پیدا ہوتی ہے۔ کہ جو وقت آنے پر مصائب کے پہاڑوں کو خس و خاشاک کی طرح اٹھا کر رکھ دیتی ہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام اتقیاء و اصفیاء کے سردار خاتم النبیین حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے اس بے نظیر جذبۂ قربانی و ایثار کا نہایت اچھوتے انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کرکے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی۔ بلکہ ایک زمانۂ دراز تک کفار کے ہاتھ سے خود دکھ اٹھایا۔ اور اس قدر صبر کیا۔ جو ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ اور ایسے ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلےٰ اصول کے پابند رہے۔ اور جیسا کہ ان کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ دکھ اٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے۔ انہوں نے دم نہ مارا۔ ان کے بچے ان کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ مگر وہ شر کے مقابلے سے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ دنیا میں تمام نبیوں کی امتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرت انتقام ہونے کے خدا کا حکم سنکر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلے سے دستکش بنا لیا جیسا کہ انہوں نے بنایا؟ کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوت بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردمی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذا اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا؟ ہمارے سید و مولےٰ اور آپ کے صحابہؓ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا۔ بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جاں نثار صحابہؓ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے۔ اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی

(باقی ص۱۲ پر)

حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی بےمثال قربانی

بے عیب اور مقبول قربانی کونسی ہوتی ہے

از مکرم مولانا ابوالعطا صاحب فاضل پرنسپل جامعۃ المبشرین

حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی مجموعی طور پر اور انفرادی رنگ میں بھی نہایت شاندار اور بے عیب ہے۔ عیدالاضحیٰ کا دن ہمیں اسی قربانی کی طرف دعوت دینے آتا ہے۔ اور جب تک کوئی انسان اس بے عیب قربانی کے لئے کمربستہ نہیں ہوجاتا وہ پورے طور پر خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔

مذاہب عالم کی بنیاد قربانی پر ہے۔ مذہب کی ہر ترقی اور عروج قربانی سے وابستہ ہے۔ جب کوئی نبی دنیا میں مبعوث کیا جاتا ہے۔ اور اپنے مشن کا آغاز کرتا ہے۔ تو اس کے راستہ میں بے انتہا مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ ہر نبی قوم کی بگڑی ہوئی حالت کو سدھارنے کے لئے آتا ہے۔ اور غفلت کے لحافوں میں سونے والوں کو بیدار کرنا اس کا اولین مقصد ہوتا ہے۔ مذہب درحقیقت ایک شمع ہے۔ جس کی روشنی میں انسان اپنے گردوپیش کا صحیح جائزہ لے سکتا ہے۔ مذہب ایک پیمانہ ہے جس کے ذریعے انسان اپنی روحانیت کو ماپ سکتا ہے۔ مذہب ایک ترازو ہے۔ جس میں تول کر انسان اپنی قربانی کے وزن کا اندازہ کر سکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام انسان کو بیدار کرکے اس کے ہاتھ میں مذہب کی روحانی شمع دینے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ لوگ ظلمت سے مانوس ہو چکے ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی نیند پیاری معلوم ہوتی ہے۔ انہیں اپنے غفلت کے لحاف کو پرے پھینکنا سخت دشوار معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ نبی کی آواز پر لبیک کہنے سے گریز کرتے ہیں۔ نبی ایک مسلسل اور پیہم قوت عمل ہوتا ہے۔ لوگوں کی بے رخی اور بے اعتنائی اس کی قوتوں میں کوئی کمی نہیں کرتی۔ بلکہ غافلوں کی غفلت اس کے دردمند اور حساس دل کو اور بھی ٹھیس پہنچاتی ہے۔ اور وہ زیادہ سرگرمی اور ہمہ تن مشغولیت کے ساتھ پیغام حق پہنچانے میں منہمک ہو جاتا ہے۔ غافل لوگ ظلم و ستم پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور جبر و تشدد کے ساتھ نبی کی روشن کی ہوئی شمع کو بجھانا چاہتے ہیں۔ اس طرح حق و باطل میں ایک ہنگامہ شروع ہو جاتا ہے۔ باطل اپنی پوری طاقت کے ساتھ حق کو دبانے کے لئے برسرپیکار ہو جاتا ہے۔ اور سچائی کے علمبردار صداقت کی قربانگاہ پر شمع کے پروانوں کی طرح نثار ہونے لگتے ہیں۔

قربانی اپنے اندر نہایت دلکشی اور جاذبیت رکھتی ہے۔ باطل کے نام پر کی جانے والی قربانی بھی انسانوں سے خراج تحسین وصول کئے بغیر نہیں رہتی چہ جائیکہ قربانی حق کی خاطر ہو۔ اور اس کے پیچھے اخلاص کی تمام طاقتیں کارفرما ہوں۔ کسی مذہب کے ابتدائی دور کی قربانیاں اپنے اندر جو جلا اور نور رکھتی ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے صداقت جس طرح پروان چڑھتی ہے۔ وہ ہر مذہبی تحریک کا ایک کھلا ورق ہے۔ لیکن بعد میں آنے والے لوگوں کی عام قربانی بھی بہت بڑی وقعت رکھتی ہے۔

عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے مال میں سے چند پیسے دے دینا قربانی ہے۔ یا اپنے ریوڑ میں سے ایک جانور کے گلے پر چھری پھیر دینا قربانی ہے۔ ایسی قربانی کرنے والے اتنا سا کام کرکے بہت خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور ہم نے اپنے مقصد حیات کو پا لیا ہے۔ بے شک مالی اور حیوانی قربانیوں کا کم و بیش سلسلہ ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ جو شخص ان ابتدائی قربانیوں سے بھی گریز کرتا ہے۔ وہ اصلی اور بے عیب قربانی کے لئے کسی طرح آمادہ نہیں ہو سکتا۔ مگر مذہب کی روح سے واقف انسان جانتا ہے۔ کہ ان مادی قربانیوں کی ہمارے خدا کی نظر میں کیا قیمت ہے۔ اسلام نے جہاں پر یہ حکم دیا ہے۔ کہ عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر مالی وسعت رکھنے والے لوگ بکری دنبہ گائے اور اونٹ کی قربانی کریں۔ وہاں اس نے یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیئے۔ لولا لنگڑا جانور قربان نہ کیا جائے۔ بیمار اور دبلا جانور قربانی کے طور پر ذبح نہ کیا جائے۔ قربانی کا جانور ہر لحاظ سے بے عیب ہونا ضروری ہے۔ نیز اسلام نے یہ بھی ضروری قرار دیا ہے۔ کہ قربانی کا بے عیب جانور خلوص دل اور بے لوث عقیدت کے ساتھ پیش کیا جانا چاہیئے۔ ایسی قربانی جس میں ریاکاری اور نمود کی خواہش پائی جائے۔ خدا تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ ایسی قربانی جس کا مقصد شہرت کا حصول ہو۔ بےکار چیز ہے۔ سچی اور قابل قبول قربانی صرف وہی ہے۔ جو اپنی ذات میں بے عیب ہو۔ اور اسے پیش کرنے والا بے لوث نیت کے ساتھ پیش کرے۔ اسلام میں وہ نماز بے حقیقت ہے۔ جو ریاکاری کے ساتھ پڑھی جائے۔ اور وہ عبادت بیکار محض ہے۔ جس کے پیچھے عبادت کرنے والے کے دل کا گداز موجود نہ ہو۔ اسی طرح وہ قربانی بھی ایک ردی چیز ہے۔ جس قربانی کی بجا آوری خالصاً لوجہ اللہ نہ ہو۔ ہمارا خدا قدوس اور پاک ہے۔ وہ اسی قربانی کو قبول فرماتا ہے۔ جو بے عیب اور پاک ہو۔

اگر یہ سوال ہو۔ کہ بے عیب قربانی کونسی ہے؟ پاکیزہ قربانی کونسی ہے۔ تو اس کا مختصر جواب یہی دیا جا سکتا ہے۔ کہ درحقیقت بے عیب قربانی وہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ اور اس کی روح بارگاہ ایزدی میں مقبول بن جائے۔ یہ ظاہری مادی قربانیاں تو ایک رسمی چیز ہیں۔ اور یہ رسمی قربانی محض گوشت کی حیثیت رکھتی ہے۔ جب تک اس کے ساتھ دل کی قربانی شامل نہ ہو۔ جب تک انسان اپنے دل کی گہرائیوں سے آستانۂ الوہیت پر گداز ہوکر نہ بہہ جائے۔ اس کی قربانی حقیقی قربانی نہیں ہو سکتی۔ صرف جانوروں کا ذبح کر دینا اگر قربانی ہے۔ تو قصاب سب سے بڑے قربانی کرنے والے قرار پانے چاہئیں۔ پھر وہ درندے جن کا دن رات کا مشغلہ جانوروں کو چیرنا پھاڑنا ہے۔ وہ بڑی قربانی کرنے والے قرار دیئے جانے چاہئیں۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ قربانی کرنے والا صرف ایک باشعور اور خلوص دل رکھنے والا انسان ہوتا ہے۔ باقی گوشت خور درندے یا جانوروں کو ذبح کرنے والے قصاب کہلاتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد دلاتی ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو ہمارے سامنے لاتی ہے۔ حضرت ہاجرہؓ کی قربانی کو ہمارے تصور کے سامنے پیش کرتی ہے۔ یہ تین مقدس وجود جن پر ابراہیمی گھرانہ مشتمل تھا۔ مجسم قربانی کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ بوڑھا خاوند اپنی چہیتی بیوی کو لق و دق صحرا میں چھوڑنے پر تیار ہے۔ عمر رسیدہ باپ اپنے اکلوتے بیٹے کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔ بلکہ عملاً وہ ان دونوں کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے فاران کی وادی سے سوئے فلسطین روانہ ہو رہا ہے حضرت ہاجرہؓ کے سامنے ننھے اسماعیل کی موت یقینی نظر آتی ہے۔ اسے اس سنسان وادی میں کوئی مونس و غمخوار دکھائی نہیں دیتا۔ مصر جو ہاجرہ کا آبائی وطن ہے۔ جہاں اس نے شہزادگی کا بچپن گزارا ہے۔ وہاں سے بہت دور ہے۔ فلسطین کی سرزمین جہاں اس کا خاوند آباد ہے۔ سینکڑوں میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کی ظاہری آخری امیدگاہ اس کا خاوند تھا۔ وہ بھی آج اسے اور اس کے بچے کو چھوڑ کر کنعان کی طرف واپس پلٹ رہا ہے۔ ہاجرہؓ حضرت ابراہیمؑ کو لمبے لمبے قدم بھرتے ہوئے دیکھ کر خوف زدہ سی ہو گئیں۔ انہوں نے اپنے پیارے خاوند سے دریافت کیا۔ کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جواب نہ ملنے پر انہوں نے پوچھا۔ آپ ہمیں کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہیں؟ اس پر بھی خاموشی دیکھ کر ایمانداره ہاجرہ پکار اٹھیں۔ کیا خدا کے حکم سے آپ ہمیں یہاں چھوڑے جا رہے ہیں؟ حضرت ابراہیمؑ خاموش تھے۔ اس آخری سوال کے جواب میں انہوں نے اشارہ سے بتایا۔ کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ اس برگزیدۃ النساء حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے یقین بھرے دل کے ساتھ کہا۔ کہ اِذًا لَا یُضِیْعُنَا تب پھر ہمارا مولا ہمیں ضائع نہ ہونے دے گا۔ کتنی بڑی قربانی ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ نے پیش کی۔ اور کتنی بڑی قربانی ہے۔ جو حضرت ہاجرہؓ نے پیش کی۔ بے شک اس قربانی میں کوئی دنبہ یا بکرا ذبح نہ کیا گیا۔ لیکن صحیح یہ ہے۔ کہ دو انسانوں کے قیمتی اور حساس دل پورے طور پر ذبح کر ڈالے گئے۔

ابھی یہ قربانی پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے لئے ایک اور مرحلہ کی محتاج تھی۔ حضرت ابراہیمؑ فلسطین چلے گئے۔ اور حضرت ہاجرہؓ کو کڑے امتحان کی برداشت کے لئے وادی بطحا میں چھوڑ گئے۔ انہوں نے بچے کو تڑپتے ہوئے دیکھا۔ اور اپنی بے تابی سے مجبور ہو کر سات مرتبہ صفا اور مروہ پہاڑیوں پر چڑھ کر دور دراز تک نظر دوڑائی کہ شاید کہیں کوئی قافلہ آتا ہو۔ شاید کہیں سے پانی کی کوئی سبیل بن جائے۔ مگر ہر مرتبہ ناکامی کے ساتھ لوٹنا پڑا۔ آخر ارحم الراحمین خدا نے حضرت ہاجرہؓ اور اسماعیلؑ کی مشکلات کی تلافی اور چشمۂ زمزم کے ذریعہ ان کی سیرابی کا سامان فرمایا۔ دن۔ ہفتے۔ مہینے اور سالی

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

روزنامہ الفضل لاہور مورخہ ۸ ظہور ۱۳۳۲ہش

خورشید احمد

مومن کی حقیقی عید

اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں مضمر ہے

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔" (المسیح الموعود)

اسلام کی حقیقی عید مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے اور اسلام کو اکناف عالم میں پھیلانے میں مضمر ہے۔ ہر سچے اور اسلام کے لئے دل میں محبت اور درد رکھنے والے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس عید کو قریب سے قریب تر لانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے اپنی عزیز سے عزیز متاع کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرے

عید الاضحی کا مبارک دن

عید الاضحیہ کا مبارک دن ہر مسلمان کے لئے مسرت و شادمانی کا دن ہے۔ اس لئے کہ اس کے پیارے آقا اور سردار سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس دن خوشی منانے کا ارشاد فرمایا لہٰذا مسلمان خواہ کتنے ہی ناساعد حالات میں سے گذر رہے ہوں۔ اس دن خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر بہرحال خوشی اور مسرت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح عید کا دن پورے عالم اسلام کے لئے ایک قومی و ملی جشن کی حیثیت رکھتا ہے۔

ایک اہم سوال

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشاء و مقصد تھا کہ ملت اسلامیہ اس دن کو فقط ظاہری خوشی اور مسرت کے اظہار کی ایک تقریب بنا کر رہ جائے؟

جو شخص اسلامی تعلیم سے ادنیٰ واقفیت بھی رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔ یہ اسلام کی ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ اس نے اپنے کسی حکم میں بھی قوم کی تربیت و اصلاح کے پہلو کو نظر انداز نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ جب اسلام نے انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے خوشی اور مسرت کے اجتماعی اظہار کے لئے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تقاریب مقرر فرمائیں۔ تو انہیں بھی ضبط نفس۔ ایثار۔ قربانی اور ذکر الٰہی کے ساتھ وابستہ کر دیا تا دنیوی اقوام کے تہواروں کی طرح یہ دن محض ایک میلے کا رنگ اختیار نہ کر جائیں بلکہ یہ مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی ترقی کا ایک ذریعہ بنے رہیں

مسلمانوں کے لئے حقیقی عید

غرض اسلام کے ہر حکم اور ہر ارشاد میں یہ جذبہ اور روح کارفرما ہے کہ دینی اور دنیوی اعتبار سے مسلمانوں میں وہ صفات اور خصوصیات پیدا ہوں جو ایک ترقی کرنیوالی اور بڑھنے والی مگر ساتھ ہی رضائے الٰہی کی حامل قوم میں ہونی چاہئیں۔ مسلمانوں نے جبتک اس جذبے اور روح کو اپنائے رکھا۔ اسلام کا ہر حکم اور ہر تقریب ان کے لئے ترقی کا ایک ذریعہ بنی رہی۔ وہ جس طرف رخ کرتے کامیابی ان کا خیر مقدم کرتی۔ اور فتح و ظفر ان کے قدم چومتی تھی۔ حق یہ ہے کہ یہی وہ مبارک ایام تھے جب کہ عید مسلمانوں کے لئے حقیقی معنوں میں عید تھی۔ کیونکہ وہ عید ظاہری خوشی کے ساتھ ساتھ باطنی اور حقیقی مسرت و شادمانی کا پیغام بھی ساتھ لایا کرتی تھی!

موجودہ حالت

لیکن افسوس کہ آج یہ کیفیت یکسر مفقود ہے عقائد کے لحاظ سے بھی کئی ایک سراسر غیر اسلامی نظریات مسلمانوں میں راہ پا چکے ہیں اور اعمال و کردار کے لحاظ سے تو وہ روح بالکل ہی مفقود ہو چکی ہے جس کا پیدا کرنا اسلام کے ہر حکم و ارشاد کا منتہائے مقصود تھا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج اسلام ہر جگہ مجبور و مظلوم اور مسلمان مشکلات و مصائب اور کفر و الحاد کے بڑھتے ہوئے طوفانوں میں گھرے ہوئے نظر آتے ہیں —— عید بے شک اب بھی ہر سال آتی ہے اور مسلمان اس دن خوشی بھی مناتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اسلام اس وقت جس نازک دور میں سے گزر رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی جو حالت ہے کیا اسے دیکھکر ایک سچا اور درد مند دل رکھنے والا مسلمان حقیقی خوشی اور مسرت کے ساتھ عید کی تقریب منا سکتا ہے۔ وہ خدا اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق بے شک ظاہری طور پر خوشی مناتا ہے۔ لیکن اس کا دل اسلام کی بے کسی کو دیکھ دیکھ کر تڑپ رہا ہوتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں یہ دلدوز منظر دیکھکر خون کے آنسو رو رہی ہوتی ہیں کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین (دیکھو عید)

یہ حالت ہر سچے مسلمان کو پکار پکار کر اس امر کی دعوت دے رہی ہے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائے۔ اور کمر ہمت کس کر اپنے تئیں اسلام کو دوبارہ دنیا میں سربلند کرنے کے لئے وقف کر دے تا جلد پھر وہ دن آ جائے جو اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے حقیقی عید کا دن ہو۔ لیکن افسوس تو یہ ہے اس حالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود مسلمانوں میں سے بہت ہی کم ہیں جو حقیقی معنوں میں درد محسوس کریں۔ اور اسلام کی حقیقی عید کو قریب لانے کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں

جماعت احمدیہ کا عزم

اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس عزم اور ارادہ کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے کہ وہ اسلام کے خلاف کفر و الحاد کی تمام طاقتوں کا مقابلہ کرے گی اور نظری اور عملی دونوں اعتبار سے اسلام کو دنیا میں دوبارہ سربلند کرنے کے لئے اپنی تمام مساعی کو وقف رکھے گی۔ تاآنکہ اسلام کے لئے حقیقی عید کا دن پھر آ جائے۔

یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مامور فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

یحی الدین ویقیم الشریعۃ (تذکرہ ص۶۹)

یعنی دین کو دنیا میں پھر زندہ کر و اور شریعت اسلامیہ کو قائم کرو

اسلام کی کامیابی پر یقین کامل

کسی مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے سب سے پہلی چیز یہ ہوتی ہے کہ اس مقصد میں کامیاب ہونے پر یقین ہو۔ یہ یقین اللہ تعالےٰ کے فضل سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کی اتباع میں جماعت کے ہر فرد کو حاصل ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اس یقین پر قائم ہے کہ

"اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں جب کہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ . . . . عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا . . . اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام)

حقیقی عید کس طرح لائی جا سکتی ہے

اسلام کے لئے حقیقی عید اور اس کی فتح کا دن کیونکر قریب لایا جا سکتا ہے؟ اگر غور کیا جائے اور اسلام کی گذشتہ تاریخ پر ایک نظر ڈالی جائے۔ تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔

اول ہر مسلمان اپنی بساط کے مطابق قرآن مجید اور اسلام کے تمام احکام پر اس کی صحیح روح کے ساتھ عمل کرنے اور کروانے کی کوشش کرے۔

دوم تبلیغ و اشاعت دین کے لئے منظم رنگ میں ہمہ گیر اور مسلسل کوشش کی جائے تا غیر اسلامی دنیا میں اسلام کے متعلق جو طرح طرح کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ دور ہوں اور وہ اسلام کی حقانیت و صداقت سے آگاہ ہو کر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ جائیں اور دنیا ایک دفعہ پھر یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دیکھ لے جماعت احمدیہ مندرجہ بالا دونو ذرائع سے اسلام کی حقیقی عید کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے سرگرم عمل ہے۔

جماعت احمدیہ کیلئے لائحہ عمل

چنانچہ امر اول یعنی قرآن پاک اور شریعت اسلامیہ کے احکامات پر انفرادی اور اجتماعی طور پر عمل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو لائحہ عمل تجویز فرمایا ہے۔ وہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے:۔

(۱) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ مغربی تہذیب کے دور کو مٹا کر اسلام کے عقائد اس کی شریعت اس کے تمدن اس کی تہذیب اسکے علوم اس کے اقتصاد اس کی سیاست اس کی معاشرت اور اسکے اخلاق کو قائم کیا جائے۔" (انقلاب حقیقی ص۱۰۱)

(۲) میں اعلان کرتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہماری جماعت اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور احیاء سنت و شریعت کے لئے سرگرم عمل ہو جائے۔ جبتک میں اعلان نہ کیا تھا لوگوں کے لئے کوئی گناہ نہ تھا مگر اب جبکہ امام اعلان کرتا ہے کہ احیاء و سنت شریعت کا وقت آ گیا ہے کسی کو پیچھے رہنا جائز نہ ہو گا۔ (ایضاً صفحہ ۱۱۳)

(۳) "وہ باتیں جو ہمارے اختیار میں ہیں۔ ان

ابراہیمی اُسوہ پر مسیح محمدیؑ کا عمل

(شیخ محمد احمد پانی پتی)

آج سے چار ہزار سال قبل دنیا نے ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا ایک باپ اپنے لختِ جگر کو خدائی ارشاد کے مطابق ذبح کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اور بیٹا بھی نہایت سعادت مندی سے اپنے باپ کے ساتھ خدا کی راہ میں قربان ہونے کے لئے جا رہا ہے۔ جنگل میں جا کر باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹاتا ہے۔ اور اس کے گلے پر چھری رکھتا ہے۔ معاً آسمان سے صدا آتی ہے۔

"اے ہمارے پیارے بندے! تو نے ہمارے ساتھ جو عہد کیا تھا۔ وہ پورا کر دکھایا اور اپنے بیٹے کو ہماری راہ میں قربان ہونے کے لئے پیش کر دیا۔ اب ہم بھی تجھے تیری اس بے نظیر قربانی کا عظیم الشان اجر دیں گے۔ اور آسمان کے تارے اور زمین کے ذرے گنے جا سکیں گے مگر تیری اولاد نہیں گنی جا سکے گی"۔

ہر ایک شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر خدا تعالےٰ نے کس غرض کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ خواب دکھایا۔ جس میں آپ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے ہوئے دیکھا۔ یقیناً خدا تعالےٰ کا منشاء یہ نہیں تھا کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام اپنے بیٹے کے گلے پر چھری پھیر کر اسے ذبح کر دیں۔ بلکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ جہاں ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف کر دی تھی۔ وہاں وہ اپنے بیٹے کو بھی اسی کی راہ میں وقف کر دیں۔ دنیا کی پُر آرام اور پُر آسائش زندگی سے بیٹے کو محروم کر کے اسے محض خدا کی راہ میں لگا دینا اور ہر قسم کی دنیاوی نعمتوں کے دروازے اس پر بند کر دینا در اصل اسے ذبح کرنے اور اس پر موت وارد کرنے کے مترادف تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور حضرت اسمٰعیلؑ کو کلی طور پر خدا تعالےٰ کے لئے وقف کر دیا۔ اس طرح خواب کے ظاہری اور باطنی دونوں پہلو پورے ہو گئے۔ جو حکم خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا۔ وہ صرف ان کی ذات تک محدود نہ تھا بلکہ اس کے مخاطب ہر زمانے کے انسان تھے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ ایک سُنّت کی بنا ڈالی اور آئندہ ہر اس شخص کے لئے جو ابراہیمؑ کی محبت کا دم بھرتا ہے یہ لازمی قرار دیا کہ وہ بھی اس سنت پر عمل کرے ابراہیمؑ نے خدا تعالےٰ کے ایک اشارے پر اپنے بیٹے کو اس کی راہ میں قربان ہونے کے لئے پیش کر دیا۔ اور پھر خدا تعالےٰ کا اصل منشاء معلوم کر کے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی راہ میں وقف کر دیا۔ اسی طرح ہر اس شخص سے جس کا دل ایمان اور یقین سے لبریز ہے۔ خدا تعالےٰ کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ بھی تقوےٰ اور طہارت کے اعلےٰ مقام پر پہنچے اور اسوۂ ابراہیمیؑ پر عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف کر دے۔

اس غرض کے لئے خدا تعالےٰ ہر زمانہ میں ایسے برگزیدہ انسان مبعوث فرماتا رہا ہے۔ جو کامل طور پر اس اسوۂ ابراہیمیؑ پر عمل کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ہمہ تن خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف کر کے دنیا کو یہ دکھلا دیتے ہیں کہ جو حکم خدا تعالےٰ نے انہیں دیا ہے اس کا بجا لانا اگرچہ مشکل ضرور ہے۔ لیکن ناممکن نہیں۔ اس راہ میں سب سے کامل نمونہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت کے لئے صرف ہُوا۔ خدا کی راہ میں قربانی کرنے اور اپنے آپ کو ہمہ تن خدا تعالےٰ کے لئے وقف کرنے کا جو نمونہ آپ نے دکھایا۔ وہ نہ آپ سے پہلے کوئی دکھا سکا۔ اور نہ آئندہ کوئی دکھا سکتا ہے۔

اس زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ نے ایک شخص کو سُنّتِ ابراہیمیؑ پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور ایک مرتبہ پھر دنیا کو دکھا دیا۔ کہ عشق و محبت کی راہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک معزز گھرانے کے فرد تھے۔ آپ اگر چاہتے تو بڑے سے بڑا دنیوی اعزاز حاصل کر سکتے تھے۔ آپ کے والد صاحب کی بھی یہی خواہش تھی کہ آپ اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے دنیوی عزت اور وجاہت حاصل کریں۔ لیکن مسیح پاک علیہ السلام نے تمام دنیاوی وجاہتوں اور عزتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس ذات سے تعلق قائم کیا۔ جس کی جناب سے آپ کو وہ عہدہ ملنے والا تھا جس کے آگے تمام دُنیا کی وجاہتیں اور عہدے ہیچ ہیں۔ آپ اپنے لئے کسی عہدے اور کسی عزت کے خواہشمند نہ تھے۔ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف کر کے تمام عمر گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے کا تہیہ کر چکے تھے۔ لیکن جس خدا نے اس اسمٰعیلؑ کے نام کو جس نے اپنی طرف سے اپنے آپ کو مٹا دیا تھا لازوال زندگی بخشی اسی خدا نے ایک گوشہ میں بیٹھ کر خدا کی یاد بسر کرنے والے مسیح پاکؑ کے نام کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حیاتِ جاودانی عطا فرما دی ہے ع

گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر لمحہ اسلام کی خدمت کے لئے کلی طور پر وقف تھا۔ دن رات آپ کو ایک ہی فکر لاحق رہتا تھا اور وہ یہ کہ اسلام کو دشمنوں کے حملوں سے بچایا جائے اور تمام دنیا کے سامنے اس کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح ظاہر کر دیا جائے۔ اس کام میں نہ آپ نے نہ اپنی صحت کی پروا کی اور نہ روپے پیسے کی۔ اور ہر طرف سے بے پروا ہو کر صرف اور صرف ایک مقصد کے لئے اپنی تمام زندگی صرف کر دی۔ اور وہ یہ اسلام کا بول بالا ہو۔ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جو اپج ضروریہ اور کھانے پینے میں جو وقت خرچ ہوتا ہے۔ ہمیں اس کے متعلق بھی افسوس ہوتا ہے کہ یہ وقت کیوں خدمتِ اسلام میں صرف نہ ہُوا۔

اپنی جماعت کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ زبردست خواہش تھی کہ اس کا ہر فرد اپنے آپ کو اسلام کی خاطر وقف کر دے اور اس کا مرنا جینا کھانا پینا جاگنا سونا صرف اسلام کے لئے ہو۔ آپؑ چاہتے تھے کہ جماعت اپنے آپ پر ایک موت وارد کرے۔ کیونکہ اسی موت سے اس کی زندگی وابستہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"کیا ہی دشوار گزار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر ان کے لئے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ یہی آگ منظور ہے۔ ہم اس میں اپنے محبوب کے لئے جلیں گے۔ پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے (کشتی نوح)

اسی طرح ایک اور جگہ بڑے دردمندانہ الفاظ میں جماعت کو نصیحت فرماتے ہیں :-

"مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے سود اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی۔ جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فلہ اجرہ عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے.......

میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس چونکہ میں خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالےٰ نے مجھے جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ تکلیف اور دکھ ہو گا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی حیات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی۔ میری موت میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے اسلمت لرب العٰلمین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔" (الحکم جلد ۴ ۳۱)

آج بھی اسلام دشمنوں کے نرغے میں پھنسا ہُوا ہے ــــ دنیا کی ہر طاقت اس کو مٹانے کے درپے ہے۔ اس وقت ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنے عمل اور کردار سے یہ ثابت کر دے کہ [illegible] حضرت ابراہیم و اسمٰعیل [illegible] کے ذریعہ خدا [illegible]

حج بیت اللہ

سے متعلق جناب باباناک صاحب کے تاثرات

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی

حج بیت اللہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک نہایت اہم اور ضروری رکن ہے۔ شریعت اسلامیہ میں ہر صاحب استطاعت مومن مرد اور عورت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ فرض ہے۔ اور ہر سال زمین کے کنارہ سے ہزاروں اور لاکھوں مسلمان اس حکم کی تعمیل میں دیوانہ وار مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ اور محض اپنے رب کو راضی کرنے کے فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔

پراچین سکھ کتب میں مرقوم ہے۔ کہ جناب بابا نانک صاحب نے ارشاد ربی کے ماتحت ایک مسلمان فقیر کے لباس میں مکہ معظمہ کی یاترا کی تھی۔ اور حج کا فریضہ ادا کیا تھا۔ اور آپ کے زمانہ کے مسلمان آپ کو حاجی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔

بابا صاحب ایک سال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہے تھے۔ جہاں آپ نے روزے رکھنے اور عبادت کرنے کے علاوہ وہاں علماء کرام سے توحید باری تعالیٰ اور معرفت کے بعض دوسرے اہم مسائل پر گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رکھا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں لالہ سوہن لال صاحب نے اپنی کتاب "عمدۃ التواریخ" دفتر اول کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے۔

"در مکہ معظمہ تشریف آوردند زیارت
آں مکان لطف نشاں انواع انواع
انبساط و اصناف اصناف نشاط
دو گونا گوں فرحت والاف الاف مسرت
حاصل ساختند۔ با ساکنان آں جا
مباحثہ و مناظرہ در باب وحدانیت
بہ دلائل و براہین معتبرہ و مشکلہ و نقل
ایں فیہ و عالیہ علمایاں ظہور آمدند"

یعنی جناب بابا نانک صاحب مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر آپ نے اس مقدس مقام کی جو خدا تعالیٰ کی جمعیت کا ایک نشان ہے زیارت کی۔ آپ کو اس طرح کئی قسم کی خوشیاں۔ رنگا رنگ سکھ اور گوناگوں مسرتیں اور ہزاروں فرحتیں حاصل ہوئیں۔ اس کے علاوہ آپ نے وہاں کے علماء کے طریق پر لوگوں سے خدا تعالیٰ کی توحید اور معرفت ایسے اہم اور مشکل مسائل پر تبادلہ خیالات بھی کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب بابا نانک صاحب نے مکہ معظمہ میں خدا تعالیٰ کی توحید اور معرفت کے اہم مسائل پر علمائے اسلام کے طریق پر لوگوں سے گفتگو کی۔ اور اس سے گوناگوں مسرت حاصل کی۔

بیت اللہ کے سفر کے متعلق بابا صاحب کے تاثرات

اس کے علاوہ سکھ تاریخ سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جناب بابا نانک صاحب کے نزدیک حج بیت اللہ کا سفر ایک مبارک سفر ہے۔ اور اس سفر میں زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی اور خدمت خلق میں وقت گذارا جائے۔ اور لغویات اور فضولیات سے اجتناب کیا جائے۔ چنانچہ سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ بابا صاحب کے اس سفر میں بعض ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑا جو اپنا قیمتی وقت فضولیات اور لغویات میں ضائع کر رہے تھے۔ ان کی اس روش کو دیکھ کر آپ نے فرمایا:۔

"مردانہ ان حاجیوں کو جانے دو۔ اگر ہماری قسمت میں کعبہ کا حج ہو گا۔ تو ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے مردانہ یہ راہ ایسا ہے کہ اگر مہر محبت اور خدمت کرتے جائیں۔ تو فیض حاصل ہوتا ہے۔ مگر حجت ہنسی۔ مذاق اور لڑائی جھگڑا کرتے جائیں۔ تو حاجی نہیں ہو سکتے"

(ترجمہ از جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۰)

جنم ساکھی کے اردو ایڈیشن میں مرقوم ہے:۔

"ان حاجیوں کو جانے دو۔ اگر کعبہ کا حج ہمارے نصیب میں ہے۔ تو ہم بھی پہنچ جائیں گے۔ اس راہ میں مہر محبت سے خدمت کرتے ہوئے چلیں تو فیض پا سکتے ہیں۔ اور حجت و حیلہ ہنسی مسخری اور رنج کرنے سے حج کا ثواب حاصل نہیں ہو سکتا"

(جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۲۷)

گیانی گیان سنگھ تمھرانہ میں جناب بابا نانک صاحب نے یہ فرمایا تھا:۔

"اس سفر میں مہر محبت خدمت اور خیرات کرتے جائیں تو فیض حاصل ہوتا ہے۔ اگر حجت ہنسی مذاق۔ رنج اور جھگڑا کرتے چلیں۔ تو حاجی نہیں ہو سکتے"

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۶۰)

اس سلسلہ میں قرآن شریف کا یہ ارشاد ہے:۔

جناب بابا نانک صاحب کے نزدیک حج کا سفر ایک مبارک اور بابرکت سفر تھا۔ اس سے پورا فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج کریں۔ اور اپنے اس سفر میں لغویات اور فضولیات سے پرہیز کریں

فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج

یعنی حج کے سفر میں فضولیات اور لغویات سے پرہیز کیا جائے۔ اور لڑائی جھگڑے سے بھی اجتناب کیا جائے۔ جناب بابا صاحب نے اپنے مندرجہ بالا ارشادات میں قرآن کریم کے اس حکم کو ہی بیان فرمایا ہے۔

مکہ معظمہ اور بیت اللہ شریف سے متعلق بابا صاحب کے تاثرات

سکھ تاریخ سے اس امر کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ کہ بابا صاحب کے دل میں مکہ معظمہ اور بیت اللہ شریف کے لئے بھی بہت احترام تھا چنانچہ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں آپ کا یہ ارشاد موجود ہے:۔

"وہ مکان وڈیاں بزرگاں دا ہے"

(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۲۰۲)

جنم ساکھی بھائی بالا میں آپ کا یہ فرمان درج ہے:۔

"ملاں جیون جی۔ اس شہر دا محرم خدا تعالیٰ ہے۔ یا تھوڑا بہت چار کتیبیاں ہین۔ اتے ایہہ مکہ مدینہ آدجگاہ کا تیرتھ ہے"

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۳)

جنم ساکھی کے اردو ایڈیشن میں مرقوم ہے:۔

"مکہ کی حقیقت خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کچھ چار کتابوں میں ہی پائی جاتی ہے۔ یہ کعبہ آدجگاد سے چلا آرہا ہے اور بہت پرانا تیرتھ ہے"

(جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۵۰)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ باباجی کے دل میں مکہ معظمہ اور بیت اللہ کے لئے بہت احترام تھا لیکن ہمیں اس بات کا بعد افسوس ہے کہ سکھوں نے بابا صاحب کی اس عقیدت کو چھپانے کے لئے بعد میں بہت سی فضول اور لغو باتیں بھی سکھ کتب میں داخل کر دی ہیں۔ حالانکہ بابا صاحب نے یہاں تک بھی بیان کر دیا ہوا ہے کہ:۔

"ہماری کیا مجال ہے کہ ہم اپنے خدا تعالیٰ کے گھر کی بے عزتی کر سکیں ....
مردانہ خوب یاد رکھو جو مکہ نہ مانے وہ کافر ہے خواہ کون ہو"

(جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۷۶ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

حجر اسود کے متعلق بابا صاحب کے تاثرات

بیت اللہ میں حجر اسود نام کا ایک سیاہ پتھر ابتداء سے چلا آرہا ہے۔ یہ پتھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام نے اپنے ہاتھوں سے کعبہ کی دیوار میں جڑا تھا۔ اور اس کے اس طرح جڑنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ حاجی لوگ اس جگہ سے طواف شروع کیا کریں۔ اس کے علاوہ اس کے بعض اور بھی مقصد تھے ہم مسلمان اس پتھر کو اپنے بزرگوں کے ہاتھوں کا ایک نشان تصور کرتے ہیں۔ اور اسے محبت سے بوسہ دیتے ہیں جب جناب بابا صاحب بیت اللہ گئے۔ تو بھائی مردانہ نے حجر اسود سے متعلق یہ سوال کیا۔

"مردانہ نے کہا۔ کہ وہ پتھر مکہ شریف میں کیسا ہے۔ تو گورو صاحب نے کہا مردانہ یہ مسلمانوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ سیاہ اس واسطے ہوا ہے کہ مسلمانوں کے گناہ اس پر لگ جاتے ہیں" (جنم ساکھی اردو شائع کردہ بھائی دیا سنگھ مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۷۶)

جناب بابا صاحب نے اپنے اس ارشاد میں دراصل ایک حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ ترمذی میں

مومن کی حقیقی عید بقیہ صفحہ ۸

اور پھر آئندہ قریب زمانہ میں جوں جوں شریعت کے احکام تفصیل سے بتلائے جائیں، ان تمام احکام کو عملی رنگ دیتے چلے جانا چاہیئے۔ اور جماعت ان کو یاد کرتی چلی جائے، تا یہ نہ ہو کہ وہ صرف چندہ دے کر یہ سمجھ لے۔ کہ اس کا کام ختم ہو گیا۔ بلکہ اسلام کے تمام احکام پر عمل اس کی غذا ہو۔ اور سنت و شریعت کا احیاء اس کا شغل ہو یہاں تک کہ ہم میں سے ہر شخص جہاں کہیں پھر رہا ہو۔ دنیا اسے دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ یہ بیسویں صدی میں انگریزوں کے پیچھے پھرنے اور مغربیت کی تقلید کرنے والا ایک شخص ہے بلکہ یہ سمجھے کہ یہ ایک تیرہ سو سال پہلے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہا ہے۔

اے دوستو! میں نے خدا تعالیٰ کا حکم آپ لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا سوال کوئی معمولی سوال نہیں آپ لوگوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ آپ ہر تکلیف اور مصیبت اٹھا کر بھی اسلام کے احکام پر عمل کریں گے۔ اور اس تمدن کو قائم کریں گے جس تمدن کو قائم کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں میں سے ہر ایک اپنے عہد پر مضبوطی سے قائم رہے گا۔"

یہ ہے وہ لائحہ عمل جو اندرونی اصلاح و تربیت اور احکام اسلام کو نافذ کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لئے تجویز فرمایا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جماعت میں کمزور اور کوتاہی کرنے والے افراد بھی موجود ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت اس لائحہ عمل پر بڑی حد تک کاربند ہے۔ اور اس کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے۔ کہ خود وہ اصحاب بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ جو اعتقادی لحاظ سے جماعت احمدیہ سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ چنانچہ ترجمان حقیقت علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم نے بھی علی گڑھ میں تقریر کرتے ہوئے اعتراف فرمایا کہ

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔" (ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر از ترجمہ مولانا ظفر علی خاں)

غرض جہاں تک انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگیوں کو اسلامی کردار کے مطابق ڈھالنے کا سوال ہے۔ بفضلہٖ جماعت احمدیہ اس کی پوری کوشش کرتی ہے۔ اور اس کوشش میں وہ اس حد تک کامیاب ہے۔ کہ سب اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

تبلیغ اسلام کا وسیع نظام

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ اسلام کی حقیقی عید کو قریب سے قریب تر لانے کا دوسرا ذریعہ بیرونی دنیا کو اسلام کی آغوش میں لانے کی کوشش اور جد و جہد ہے۔ اس کوشش میں بھی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالےٰ حیرت انگیز کامیابی عطا فرما رہا ہے۔ تاریخ اسلام بتاتی ہے۔ کہ تبلیغ اسلام میں مسلمانوں کو تین ذرائع سے کامیابی ہوئی تھی۔ اول نیک اور پاکیزہ نمونہ۔ دوم۔ قرآن پاک کی اشاعت سوم۔ دلائل و براہین کے ساتھ اسلامی عقائد کی برتری کا اظہار۔

جماعت احمدیہ ان تینوں ذرائع کو بروئے کار لا رہی ہے۔ چنانچہ:۔

(۱) جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ جماعت احمدیہ عملی طور پر اسلامی احکام کو اپنے اوپر وارد کر کے اسلام کا ایک مجسم نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

(۲) قرآن مجید کی وسیع پیمانے پر اشاعت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس وقت تک جرمنی۔ ڈچ ہندی۔ سواحیلی وغیرہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اور اٹالین۔ سپینش۔ فرانسیسی ملائی زبان میں تراجم قرآن پاک تیار ہو رہے ہیں۔ اور عنقریب شائع ہو جائیں گے۔

(۳) مندرجہ ذیل ممالک میں جماعت احمدیہ کے باقاعدہ مشن قائم ہو چکے ہیں۔ جو تقاریر۔ گفتگو لٹریچر و اخبارات۔ رسائل کے ذریعہ سے دن رات تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ امریکہ۔ لنڈن۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ انڈونیشیا بورنیو۔ سنگاپور۔ برما۔ لنکا۔ بھارت۔ ماریشس مغربی افریقہ۔ مشرقی افریقہ وغیرہ۔

دشمن کا اعتراف

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کس حد تک کامیاب ہے۔ اس کے لئے صرف ایک بیان درج ذیل کیا جاتا ہے۔ جو جماعت احمدیہ سے اعتقادی طور پر شدید مخالف اخبار کا ہے۔

مصر کا مشہور معاند احمدیت اخبار الفتح لکھتا ہے

"میں نے بچشم خود دیکھا۔ تو قادیانیوں کی تحریک حیرت انگیز پائی۔ ایشیا۔ یورپ۔ امریکہ اور افریقہ میں ان کے ایسے تبلیغی مراکز قائم ہیں۔ جو علم و عمل کے لحاظ سے تو عیسائیوں کی انجمنوں کے برابر ہیں، لیکن تاثیرات اور کامیابی میں عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں۔ قادیانی بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب ہیں کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور پر حکمت باتیں ہیں۔ .... جو شخص بھی ان لوگوں کے حیرت زا کارناموں کو دیکھے گا۔ اور واقفات کا پورا اندازہ کرے گا۔ وہ حیران و ششدر ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا بڑا جہاد کیا۔ جسے کروڑوں مسلمان نہیں کر سکے۔"

یہ ہے اس جد و جہد کی ایک جھلک جو جماعت احمدیہ مسلمانوں کی عید کو حقیقی عید بنانے کے لئے کر رہی ہے۔ یاد رکھیئے اسلام کی حقیقی عید مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے اور اسلام کو اکناف عالم میں پھیلانے میں مضمر ہے۔ ہر سچے اور اسلام کے لئے دل میں محبت و درد رکھنے والے مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس عید کو قریب سے قریب تر لانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے اپنی عزیز سے عزیز متاع کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ لیکن افسوس کہ یہ تڑپ کہیں بھی دکھائی نہیں دیتی، وہ عناصر بھی جن کی زبانوں پر دن رات اسلام اور قرآن کے الفاظ رہتے ہیں۔ وہ بھی سیاست اور حصول اقتدار کے جھمیلوں میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں۔ کاش اگر پہلے نہیں تو اب ہی مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ اور آنے والی عید الاضحیہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سچی اور بے لوث قربانی کا سبق سیکھ لیں۔ اور یہ عید ان کے قلوب میں اسلام کی عظمت رفتہ کو واپس لانے کی تڑپ پیدا کرے۔ اور وہ اس طریق کو اختیار کر لیں۔ جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ضروری ہے۔

بابا صاحب ۔ اور حج

(بقیہ صفحہ ۱۰)

درج ہے۔ اور جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

نزل الحجر الاسود من الجنۃ وھو اشد بیاضا من اللبن فسودتہ خطایا بنی آدم" (ترمذی کتاب الحج)

حج سے متعلق باباصاحب کے تأثرات

جناب بابا نانک صاحب نے حج سے متعلق جن تأثرات کا اظہار کیا ہے۔ وہ بالکل واضح ہیں۔ ان سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے۔ کہ باباصاحب کے نزدیک حج ایک بہت ہی مبارک فریضہ تھا۔ چنانچہ سکھ کتب میں حج سے متعلق آپ کا یہ ارشاد موجود ہے:۔

"جو صدق دل سے آکر حج کرے اس کے پچھلے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ مردانہ نے کہا کہ ہمارا کیا حال ہے ہم تو کرامت سے زیارت کر گئے تھے۔ تو گورو جی نے کہا۔ کہ مردانہ اس بات سے باز آ جو کرامت سے آکر زیارت کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کا چور ہے"

(جنم ساکھی اردو شائع کردہ بھائی دیا سنگھ ص۱۱)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حج سے متعلق یہ ارشاد احادیث میں درج ہے:۔

"جو شخص صدق دل سے حج کرے اور گندی گفتگو سے بچتا رہے۔ وہ ایسا بے گناہ ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے نکل کر پیدا ہوا تھا (بخاری)

گو بعد میں آنے والے سکھ مورخین اور مصنفین نے جناب باباصاحب کے نام پر بہت سی لغو اور فضول باتیں بھی سکھ تاریخ کا حصہ بنا دی ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے کسی بھی محقق کو انکار نہیں ہو سکتا کہ پرچین سکھ لٹریچر سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ مکہ معظمہ بیت اللہ شریف اور حج کعبہ سے متعلق جناب بابا نانک صاحب کے بہت اچھے تأثرات تھے۔ اور آپ کے دل میں ان اسلامی مقامات مقدسہ کے لئے بہت بڑا احترام تھا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے۔

درخواست ہائے دعا

بندہ کچھ عرصہ سے چند مشکلات میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ درد دل سے دعا فرمائیں (۱) مرزا منیر احمد دفتر مینیجر الفضل لاہور (۲) خاکسار کے والد صاحب سخت بیمار ہیں۔ تمام احباب حضور ...... درویشان قادیان ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار غلام قادر احمدی حوالدار کلرک کوہاٹ!)

اسمٰعیلی ایثار کا کامل نمونہ

(بقیہ صفحہ ۶)

ایسا اس لئے ہوا۔ تا لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خونریزیوں پر صبر کیا گیا۔ اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی۔ بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو تیار ہو گئے تھے" (رسالہ جہاد)

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پُرمعارف تحریر سے یہ امر بالبداہت ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے جن حالات میں ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی قربانی و ایثار کا کامل ترین نمونہ دکھایا دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ چنانچہ یہ اسی کامل ترین نمونے کا اثر تھا۔ جو مدنی زندگی کے دور میں فتوحات اور غلبہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہی تھا۔ کہ مدنی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو بے پناہ قوت میسر آگئی تھی۔ اور وہ اس قابل ہو گئے تھے۔ کہ دشمنوں کو زیر کر سکیں۔ حالانکہ وہی حق پرست تھا۔ تو صرف اتنا کہ تیرہ سال تک قدرت انتقام اور قوت بازو رکھنے کے باوجود کمال درجہ صبر اور استقامت کے ساتھ مصائب برداشت کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مقابلے کا حکم مل گیا تھا۔ حکم ملنے کے بعد انہیں بے سروسامان مسلمانوں کے ۳۱۳ افراد نے ہزاروں کے لشکر پر فتح پائی۔ یہ فتح کسی صورت بھی بظاہر کثرت تعداد اور بدلے ہوئے حالات کی مرہون قرار نہیں پا سکتی۔ ہاں اس میں دخل تھا تو صرف اور صرف اس ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کے بے نظیر احیاء کا جو مکی زندگی کے تیرہ سالہ دور میں ظہور میں آیا۔ اور جس کی ہمہ گیر تاثیر اور اثر پذیری نے خون کے پیاسوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ اور دلدادہ و شیدا بنا دیا۔ اور چند ابتدائی جنگوں میں معجزانہ کامیابی کے بعد خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر مکہ فتح ہو گیا۔ اور دنیا یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا کا نقشہ دیکھ کر ورطہ حیرت میں پڑ گئی۔

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تزکیہ نفس کو افضل ترین جہاد قرار دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ

ما الھجرۃ افضل یا رسول اللّٰہ

یا رسول اللہ کونسی ہجرت افضل ہے؟

تو آپ نے فرمایا:۔

ان تھجر ما کرہ ربک

یہ کہ تو ان چیزوں کو چھوڑ دے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔

پس ہجرت اور جہاد محض وطن ترک کرنے اور قتال کرنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ نام ہے جیتے جی اپنے اوپر ایک موت وارد کرنے کا بالکل اسی طرح جس طرح صحابہ کرامؓ نے مکی زندگی کے زمانے میں اپنے اوپر وارد کی۔ اور چونکہ انہوں نے مکی زندگی میں ہی محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر صبر و استقلال سے مصائب برداشت کر کے ہر اس بات سے ہجرت اختیار کر لی تھی۔ جس سے خدا تعالیٰ روک رہا تھا۔ اور نفس کے ساتھ جہاد کر کے اپنے آپ کو بالکل عاجز بنا لیا تھا۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ظاہری الفاظ کے مطابق بھی ہجرت اور جہاد کا موقعہ آیا۔ تو پھر خدا نے سنت ابراہیمیؑ اور ایثار اسمٰعیلیؑ کے عظیم الشان اور بے نظیر احیاء کے مطابق ہی انہیں عظیم الشان اور بے نظیر کامیابی سے نوازا۔ پس اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا راز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامل پیروی کرتے ہوئے ابراہیمی سنت اور اسمٰعیلی ایثار کو اپنے عمل سے دوبارہ زندہ کرنے میں مضمر ہے۔ اس کے بغیر کامیابی کی امید کرنا اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈالنے کے مترادف ہوگا۔ یہی وہ گر ہے۔ جسے سمجھانے اور جس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ مسلمانوں کو عیدالاضحیہ منانے کے محض رسمی اور روایتی طریق سے ہٹا کر انہیں کامیابی کے اصل راستہ پر گامزن کیا جائے۔ اور تا وہ تزکیہ نفس کے اعلیٰ مقام پر قائم ہو کر اسلام کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔ اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں حقیقی عید منانے کے اہل قرار پائیں۔

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا کریں۔

سیالکوٹ میں نماز عید الاضحیہ

عیدالاضحیہ کی نماز ۸ بجے صبح جامع مسجد احمدیہ شہر سیالکوٹ میں ادا کی جائے گی۔ احباب وقت مقررہ سے پہلے تشریف لائیں

(خاکسار قاسم الدین امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ)

—(بقیہ صفحہ ۷)—

گذرتے گئے۔ اسماعیل بچپن کی منزلیں آہستہ آہستہ طے کرتے رہے۔ حضرت ابراہیمؑ فلسطین سے آکر گاہے گاہے اپنے نونہال کے پروان چڑھنے کا نظارہ دیکھتے رہے۔ ابھی یہ نونہال فرزند بچپن کے دور کو ختم کرنے ہی پایا تھا، کہ کعبۃ اللہ کی تعمیر میں باپ اور بیٹے کو شریک ہونے کا موقعہ ملا۔ خدا کا یہ گھر جس کی بنیاد حضرت ابراہیمؑ سے بہت پہلے سے موجود تھی۔ اور جس کا ہمیشہ ہمیش کے لئے بیت اللہ الحرام ہونا قرار پا چکا تھا۔ ہاں اس دائمی قربان گاہ کا یہ نیا آغاز بھی ایک عظیم الشان قربانی کا متقاضی تھا۔ یا یوں کہیئے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کی وہ قربانی جس کی بنیاد حضرت ہاجرہ کی جلاوطنی پر رکھی گئی تھی۔ آج اپنے عروج کو پہنچنے والی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا۔ کہ وہ اپنے اکلوتے فرزند اسماعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔ اسماعیل اب سن رشد کو پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے حضرت ہاجرہ جیسی مقدسہ ماں کی آغوش میں پرورش پائی تھی۔ جونہی بوڑھے باپ نے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ بے ساختہ پکار اٹھے۔ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ میں تو قربان ہونے کے لئے تیار ہوں۔ پوری استقامت اور صبر کے ساتھ یہ قربانی پیش کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ آپ اپنے دل پر نگاہ کریں۔ اور حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ ابراہیمؑ جو مجسم قربانی تھا جس نے قریبًا پوری صدی خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے عشق میں گذاری تھی۔ فورًا اٹھ کھڑا ہوا۔ باپ ذبح کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے آمادہ۔ تب آسمان سے آواز آئی۔ ابراہیمؑ کی رؤیا پوری ہو چکی۔ اور تم دونوں نے بے عیب اور کامل قربانی پیش کر دی ہے۔ صحیح و سالم قربانی پیش کر دی ہے۔ آیت قرآنی فلما اسلما و تلہ للجبین میں اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔

بھائیو! اور بہنو! حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی مجموعی طور پر بھی اور انفرادی رنگ میں بھی نہایت شاندار اور بے عیب ہے۔ عید الاضحیٰ کا دن ہمیں اسی قربانی کی دعوت دینے آتا ہے۔ اور جب تک کوئی انسان اس بے عیب قربانی کے لئے کمربستہ نہیں ہو جاتا۔ تب تک وہ پورے طور پر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ہماری کتنی غلطی ہوگی۔ اگر ہم عید الاضحیٰ کے روز بکرے۔ دنبے یا گائے کی قربانی پر قانع ہو جائیں۔ اور کہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کا حکم پورا کر دیا ہے۔ اور قربانی کی حکمت کو سمجھ کر حقیقی قربانی کر دی ہے۔ یقینًا یہ بڑی غلط فہمی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم عید قربان کی آواز پر صدق دل سے لبیک کہیں۔ اور اپنے مالک و خالق خدا کے اصل مقصد کو پورا کرنے کے لئے کوشش کریں۔ اور دل کی پاکیزگی کے ساتھ اس کی مقدس بارگاہ میں بے عیب قربانی پیش کرنے والے بنیں۔ اے خدا تو ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔ آمین

۱۴
روزنامہ الفضل لاہور ۸ ظہور ۱۳۲۲ھ
حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حکیم نظام جان صاحب کا اپنے ہاتھوں سے ۱۹۱۱ء قائم کردہ دواخانہ
جسکی ادویات استعمال کر کے آج تک ہزاروں مریض فائدہ اٹھا چکے ہیں۔
چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیںؓ بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے
آپؓ احساس۔ شفقت۔ خیر خواہی اور ہمدردیٔ خلائق میں یکتا انسان تھے۔ اور آپ کی دلی خواہش قادیان میں مرکبات و مفردات کا عظیم دواخانہ دیکھنے کی تھی۔ جس کی تکمیل ۱۹۱۱ء میں خود اعانت کرتے ہوئے اپنے ہونہار شاگرد دل سے پوری کی۔ حضور کی دعاؤں اور کوششوں نے جلد ہی دواخانہ کو دور دور تک مشہور کر دیا۔
آپؓ کا ارشاد تھا کہ مریض سے کم سے کم قیمت لی جائے اور ہر طرح سے اس کی دلجوئی کی جائے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم ۱۹۱۱ء سے آپؓ کے مجربات کو صحیح اور احسن شکل میں پیش کرتے چلے آرہے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں آپ کی ہدایات اور نقوش پر چلنے کی طاقت بخشے۔ اور ہماری تیار کردہ دواؤں میں اثر شفا قائم و دائم رکھے۔ آمین
ہمیں قوی امید ہے کہ آپ ہماری مفید و مجرب ادویات کو اپنے حلقہ احباب میں روشناس فرما کر خدمت کا موقعہ دیتے رہیں گے۔
تریاق جریان
جریان کا کامیاب اور مکمل علاج۔ قیمت فی شیشی تین روپے
حبوب عنبری (رجسٹرڈ)
کمزوری خواہ کتنی ہو۔ اعصاب کمزور ہو گئے ہوں۔ ان کے استعمال سے بفضل خدا پھر سے قوت آجاتی ہے فی کورس ۲۰ روپے
فولادی گولیاں
کمزور اعصاب کو قوت دینے اور نیا خون پیدا کرنے والی بہترین دوا
قیمت فی کورس ۵ روپے
طلاء اکسیر
کمزوری کا بہترین علاج ہے اعصاب اور پٹھوں کو طاقت دیتا ہے۔
فی شیشی سوا روپیہ
حبوب زجام عشق
طاقت کی لاثانی گولیاں
قیمت فی شیشی
چودہ روپے
حب اٹھرا (رجسٹرڈ)
اسقاط حمل اور اٹھرا سے بچاؤ اور صحت مند اولاد کے حصول کے لئے فی تولہ ڈیڑھ روپیہ
مکمل کورس پونے چودہ روپے
حب مفید النساء
ایام کی بے قاعدگی۔ کمر اور پنڈلیوں کولہوں کے درد اور دیگر عوارض کا مجرب علاج فی کورس تین روپے
دوائی خاص
رحم کا گر جانا آگے کو بوجھ پڑنا۔ سوجن سوزش۔ اور رحم کی دیگر کمزوریوں و خرابیوں کا مکمل علاج
فی کورس ——— تین روپے
اولاد نرینہ
لڑکے پیدا ہونے کی دوائی مکمل کورس نو روپے
دوائی سیلان الرحم
لیکوریا سیلان الرحم کا مکمل اور کامیاب علاج فی کورس تین روپے۔
حب مسان
سوکھا بخار میں مبتلا لاغر بچوں کی ہڈیوں کو پھر سے گوشت پوست بخش کر خوش شکل اور باہمت بنانے والی مجرب گولیاں
فی شیشی سوا روپیہ
بچوں کی جنڈی
دانت نکالتے بچوں اور چھوٹے بچوں کے دستوں کو روکنے کی بہترین دوا ہے۔
فی شیشی بارہ آنے
صندلین پوڈر
کمزوریٔ جگر دور کرنے خون صاف کرنے اور نیا خون پیدا کرنے کی بہترین دوا ہے۔
فی شیشی دو روپے
مقوی دانت منجن
دانتوں کو چمک اور مضبوطی بخشنے والا منجن کمزور اور بے جان مسوڑھوں کو طاقت دیتا ہے۔
قیمت فی شیشی بارہ آنے۔
مقوی دماغ گولیاں
دماغی کام کرنے والے دفتروں کے کارکن اور طالب علموں کے لئے بہترین تحفہ
فی شیشی ایک روپیہ
میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز (چوک گھنٹہ گھر) گوجرانوالہ

رہِ تعلیم اک تو نے بتادی ٭ فسبحان الذی اخزی الاعادی
(درثمین)
قاعدہ یسرنا القرآن
"قاعدہ یسرنا القرآن بچوں کے لئے بے شک مفید چیز ہے۔ اس سے بہتر اور کوئی طریقہ تعلیم خیال میں نہیں آتا" (ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ فٹ نوٹ درثمین)
احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مکتبہ یسرنا القرآن کی ایجنسیاں حسب ذیل جگہوں پر قائم کر دی گئی ہیں۔ احباب ان سے سپارے۔ قاعدے۔ حمائل شریف اور سلسلہ کی ہر قسم کی کتب طلب فرمائیں۔ باقی جگہوں پر ایجنسیوں کا قیام زیر تجویز ہے۔ یہ قاعدہ اس وقت تک ۶ لاکھ کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ اور حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنی تحریر شدہ پلیٹیں ابھی تک محفوظ ہیں۔ ہر مسلمان گھرانے میں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے یہ قاعدہ ہونا ضروری ہے۔
کاغذ کی قلت کے پیش نظر بہت قلیل تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔ احباب فوراً آرڈر بک کروالیں۔
فہرست ایجنٹس
نمبر شمار — نام جگہ — نام ایجنٹ
۱ سیالکوٹ شہر — قمر نیوز ایجنسی سیالکوٹ
۲ گوجرانوالہ شہر — مدینہ بک سیلرز نیائیں بازار
۳ شیخوپورہ شہر — ایچ ایم مرغوب اللہ صاحب
۴ راولپنڈی شہر — محمد یاسین صاحب نیوز پیپر ایجنٹ راولپنڈی
۵ پشاور — مولا بخش صاحب کاز ریڈیو پشاور چھاؤنی
۶ کراچی — یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی کھوری گارڈن کراچی
۷ سانگھڑ سندھ — ڈاکٹر پیر فضل الرحمٰن صاحب
المشتہر: وکیل التجارت ربوہ ضلع جھنگ

تریاق اٹھرا۔ حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں فی شیشی ۸/۲ روپے، مکمل کورس ۲۵ روپے **دواخانہ نور الدینؓ۔ جودھامل بلڈنگ لاہور**

منّے کو گھر پر پڑھایئے

کنڈر گارٹن دلآویز رنگین۔ نفسیاتی جدید الطرز کتابوں کا سیٹ منّے کو گھر پر پڑھایئے اور تعلیمات جدید کی تیز رفتاری اور دلآویزی کا تماشہ دیکھئے۔ اس نئی طرز سے آپ کا بچہ چند ہی دنوں میں اردو انگریزی پڑھنے لگ جائیگا۔

مکمل سیٹ ۵ پانچ روپے محصولڈاک معاف

محمد منور قریشی ایم۔اے۔ ایم۔ او۔ ایل بی ٹی

ہیڈ ماسٹر زیدہ ایم اکسفورڈ کنڈر گارٹن

بورڈنگ سکول ماڈل ٹاؤن لاہور

مسلم ٹریڈرز جڑانوالہ

غلہ منڈی جڑانوالہ میں ہماری فرم "مسلم ٹریڈرز" جملہ اجناس گڑ شکر۔ کھانڈ کا کاروبار کرتی ہے۔ ایسے احباب جو جڑانوالہ سے کوئی مال خریدنا چاہیں یا فروخت کرنا چاہیں وہ ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ انشاء اللہ کام نہایت مستعدی اور دیانتداری سے کیا جائے گا۔

پروپرائٹر۔ خواجہ محمود احمد آف سیکھواں کمیشن ایجنٹ غلہ منڈی جڑانوالہ ضلع لائلپور

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

نادر موقع

گارنٹی ۱۰ سال

جنوری ۱۹۵۵ء تک قیمتوں میں خاص رعایت، خوشنما رسٹ واچ نی ۸۔/۲۵ روپیہ، پائیدار الارم ٹائم پیس فی ۸/۱۲ روپیہ، پیکنگ فہرست کارخانہ مفت طلب کریں

پتہ:۔ شیخ عبد الرحمن اینڈ سنز ۹۰۵ پھلاں والی سٹریٹ لوہاری گیٹ لاہور

جدید طبی اصول پر نباتاتی تیل سے تیار شدہ

پیرامونٹ ہیئر آئل خوشبودار

بھٹی کا تیار شدہ

- بالوں کو مضبوط بناتا اور گرنے سے روکتا ہے۔
- بالوں کو قبل از وقت سفید ہونے سے روکتا ہے اور لمبا کرتا ہے۔
- سر میں خشکی اور بتری کو دور کرتا ہے اور دماغ کو تازگی بخشتا ہے۔

پیرامونٹ پرفیومری ورکس سیالکوٹ

الفضل کی اشاعت بڑھانا آپ کا قومی فرض ہے۔

موتی سرمہ کے متعلق ڈاکٹر اور دوسرے صاحبان کیا فرماتے ہیں

عدن سے جناب ڈاکٹر بشیری صاحب ایم۔بی۔ ای میڈیکل آفیسر تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہاں ایک ہندوستانی سیٹھ کی آنکھیں کئی سالوں سے خراب تھیں۔ لیمپ کی روشنی میں ذرا سا کام کرنے سے صبح کو آنکھوں میں بہت سوجن اور درد پیدا ہو جاتی تھی۔ میں نے بعد ملاحظہ آپ کا ایجاد کردہ موتی سرمہ استعمال کروایا جس سے اب وہ بالکل تندرست ہیں۔ واقعی آپ کا موتی سرمہ حیرت انگیز اثر رکھتا ہے۔ میں نے تجربہ آپ کا موتی سرمہ خارش جالا۔ پھولا پڑبال۔ ناخنہ۔ ککرے۔ دھند۔ غبار۔ پلکیں گرنے کے لئے اکسیر ہے۔ اور میں اپنے زیر علاج مریضوں کو ہمیشہ موتی سرمہ ہی استعمال کراتا ہوں جس کے نتائج بہت شاندار رہتے ہیں۔ براہ مہربانی دو تولہ موتی سرمہ اور بذریعہ وی پی بھیجکر ممنون فرمائیں"

لاہور سے حاجی جان محمد صاحب دیال سنگھ منشن سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھے اتفاقیہ آپ کا تیار کردہ موتی سرمہ ایک دوست سے مل گیا استعمال کے بعد اتنا بلند پایا کہ ہمارے سارے محلے میں اس کی دھوم مچی ہوئی ہے براہ کرم چھوٹی بارہ شیشیاں دے کر مشکور فرمائیں"۔

دنیا مان گئی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ موتی سرمہ کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر ہر بڑے شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے:۔ قیمت فی تولہ چار روپے۔ نصف تولہ دو روپے تین ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ **نور کیمیکل فارمیسی دیال سنگھ منشن دی مال لاہور** ٹیلیفون نمبر ۲۳۰۲